تیسرا ایڈیشن

طالبات کیلئے تقاریر، مکالمات اور اناؤنسری کی منفرد کتاب

صدائے طالبات

مرتب

مولانا و مفتی رضوان نسیم قاسمی

استاذ فقہ و افتاء معہد الدراسات العلیا پھلواری شریف پٹنہ

باہتمام

مولانا عبدالماجد ندوی

بانی و ناظم مدرسہ خدیجۃ الکبریٰ للبنات کاٹھمنڈو نیپال

ناشر

مدرسہ خدیجۃ الکبریٰ للبنات

گوداوری نگر پالیکا وارڈ

گودامچور للت پور کاٹھمنڈو نیپال

Mob. 00977-9818757175, 9860010355

تیسرا ایڈیشن

طالبات کیلئے تقاریر، مکالمات اور اناؤنسری کی منفرد کتاب

صدائے طالبات

مرتب

مولانا و مفتی رضوان نسیم قاسمی

استاذ فقہ و افتاء معہد الدراسات العلیا پھلواری شریف پٹنہ

باہتمام

مولانا عبد الماجد ندوی

بانی و ناظم مدرسہ خدیجۃ الکبریٰ للبنات کاٹھمنڈو نیپال

© جملہ حقوق بحق مرتب محفوظ ہیں

تفصیلات

نام کتاب ——— صدائے طالبات

مرتب ——— مولانا و مفتی رضوان نسیم قاسمی

استاذ فقہ و افتاء ——— معہد الدراسات العلیا، ہارون نگر سیکٹر-۱، پھلواری شریف پٹنہ

رابطہ نمبر ——— انڈین نمبر: 8986305186، نیپالی نمبر: 9809191037

ناشر ——— مکتبہ دار ارقم، فیض پور عرف گھیورا، روتہٹ نیپال

پہلا ایڈیشن ——— جمادی الآخرہ ۱۴۴۰ھ، فروری ۲۰۱۹ء

دوسرا ایڈیشن ——— ربیع الاول ۱۴۴۳ھ، اکتوبر ۲۰۲۱ء

تیسرا ایڈیشن ——— ذو القعدہ ۱۴۴۵ھ، مئی ۲۰۲۴ء

صفحات ——— ۸۰

ملنے کے پتے

مکتبہ دار ارقم نیپال

فیض پور عرف گھیورا ضلع روتہٹ، نیپال

Mob. 8986305186 (Indian) 9809191037 (Nepali)

•

مدرسہ خدیجۃ الکبریٰ للبنات

گوداوری نگر پالیکا وارڈ ۱

[illegible]

Mob. 00977-9818757175, 9860010355

مدرسہ خدیجۃ الکبری للبنات، کاٹھمنڈو نیپال کا مختصر تعارف

ماں کی گود بچوں کی پہلی تربیت گاہ اور اس کا پہلا مدرسہ ہوتا ہے، اس لیے جو مائیں دینی تعلیم سے آراستہ ہوتی ہیں، سیرت کے زیور سے مزین ہوتی ہیں اور جن کا آنچل کردار کی طہارت کے گلاب سے مہکا ہوا ہوتا ہے، تو ان ماؤں کی آغوش میں پلنے والی نسلیں بھی انھیں کی طرح باکردار، باعمل، پاکیزہ اور صالح طبیعت کی حامل ہوتی ہیں، اور ان ماؤں کے ذریعہ ایک پاکیزہ معاشرہ کی تشکیل عمل میں آتی ہے، اس کے برعکس جو مائیں دینی تعلیم سے ناآشنا ہوتی ہیں یا پاکیزہ کردار سے متصف نہیں ہوتی ہیں تو ان کی آغوش میں پلنے والی اولاد بھی انھیں صفات کی حامل ہوتی ہیں اور معاشرہ کی تخریب کا سبب بنتی ہیں، تو معلوم یہ ہوا کہ ایک پاکیزہ معاشرہ کی تشکیل میں ماں کا اہم کردار ہوتا ہے، پس ضروری ہے کہ بچپن میں ہی بچیوں کو دینی و دنیوی دونوں علوم سے آراستہ و پیراستہ کر دیا جائے۔

اسی جذبۂ خیر کے پیش نظر کاٹھمنڈو کی سرزمین پر عرصۂ دراز سے ایک ایسے معیاری مدرسۃ البنات کی ضرورت محسوس کی جارہی تھی، جہاں قوم کی بچیاں علم کے زیور سے آراستہ ہو کر ملک کے مختلف گوشوں میں دین اسلام کی خدمات انجام دے سکیں، اور ان کی گود میں پرورش پانے والی نسلیں دین دار، تقوی شعار، متدین، باحیا، وفاشناس اور خوف الہی و اتباع سنت کے جلووں سے آراستہ ہوں۔

اسی مقصد کو سامنے رکھتے ہوئے اہل خیر حضرات کے مشورہ سے ممتاز اور چیدہ چیدہ علماء کرام کی سرپرستی میں "مدرسہ خدیجۃ الکبری للبنات" کا قیام عمل میں آیا ہے، جو گوداوری نگر پالیکا، وارڈ نمبر ا گودام چور، للت پور کاٹھمنڈو میں واقع ہے، جہاں فی الحال عربی اول تک کی تعلیم ہو رہی ہے اور مستقبل میں فضیلت تک کی تعلیم کا عزم مصمم ہے، چوں کہ یہ مدرسہ فی الحال کرایہ کے مکان میں چل رہا ہے، جس کی وجہ سے زمین کی خریداری کی شدید ضرورت ہے، اس لیے اہل دل، صاحبِ ثروت اور ملت و مذہب سے ہمدردی رکھنے والے افراد سے پرخلوص گزارش ہیکہ اس مدرسہ کی تعمیر و ترقی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں، تا کہ معاشرہ علم کی شمع سے روشن و منور ہو اور جہالت کا خاتمہ ہو جائے۔

مولانا عبد الماجد ندوی، بانی و ناظم مدرسہ ہذا

بینک اکاؤنٹ کی تفصیلات برائے تعاون

A/C Holder Name: **PUBLIC WELFARE SOCIETY**

Account Number : 5130100000077001

Bank Name : RASTRIYA BANIJYA BANK LTD

BRANCH OFFICE : THAIBA

Esewa: 9860010355

CURRENT ACCOUNT NPR

فہرست مضامین

پہلا باب: تقاریر

پہلی تقریر ــــ اسلام میں عورت کا مقام ــــ ۹
دوسری تقریر ــــ ماں کی ممتا اور شفقت ــــ ۱۲
تیسری تقریر ــــ بیٹی اللہ کی رحمت ہے ــــ ۱۵
چوتھی تقریر ــــ شوہر اللہ کی نعمت ہے ــــ ۱۸
پانچویں تقریر ــــ پردہ عورت کی زینت ہے ــــ ۲۱
چھٹی تقریر ــــ جہیز کی تباہ کاریاں ــــ ۲۴
ساتویں تقریر ــــ اولاد کی تربیت ضروری ہے ــــ ۲۷
آٹھویں تقریر ــــ مثالی عورت کی بہترین صفات ــــ ۳۰

دوسرا باب: مکالمات

پہلا مکالمہ ــــ بیٹی ایک انمول تحفہ ہے ــــ ۳۳
دوسرا مکالمہ ــــ ساس بہو کے جھگڑے ــــ ۳۹
تیسرا مکالمہ ــــ جہیز ایک مہلک بیماری ہے ــــ ۴۴
چوتھا مکالمہ ــــ استانی کا پیغام ماں اور بیٹی کے نام ــــ ۴۹
پانچواں مکالمہ ــــ گھریلو جھگڑوں سے نجات کیسے پائیں ــــ ۵۳
چھٹا مکالمہ ــــ بیٹیاں بھی بیٹوں سے کم نہیں ــــ ۶۰

تیسرا باب: نظامت

پہلی فصل ــــ دعوت تلاوت کے عمدہ اسالیب ــــ ۶۹
دوسری فصل ــــ دعوت نعت کے سنہرے اسالیب ــــ ۷۱
تیسری فصل ــــ دعوت تقریر کے دلکش اسالیب ــــ ۷۶

مقدمہ

شہسوارِ قلم مایۂ ناز ادیب معروف قلم کار حضرت مولانا مفتی محمد احمد صاحب قاسمی
صدر المدرسین مدرسہ اسلامیہ دار العلوم اشرف نگر، ددری، نانپورا، سیتامڑھی بہار

حامدا و مصلیا، أما بعد!

حدیث شریف میں آیا ہے "اِنَّ مِنَ الْبَیَانِ لَسِحْرًا"، بعض بیان بڑے مؤثر، دل آویز اور سحر انگیز ہوتے ہیں کہ جس سے سننے والے پر وجد اور سحر طاری ہوجاتا ہے اور سامعین نہ صرف ان باتوں کے قائل ہوجاتے ہیں بلکہ ان پر عمل پیرا ہونے کی روح ان میں بیدار ہوجاتی ہے۔

اظہار مافی الضمیر اپنے اپنے ڈھنگ سے تو ہر کوئی کرلیتا ہے، لیکن ایسے رنگ میں گفتگو کرنا اور اپنے مطلب کی بات ایسے قرینے سے رکھنا کہ وہ فن بن جائے، اس کی آواز صدائے باز گشت، اس کا طرز تکلم قابل رشک، اس کا انداز تخاطب سامع کے جذبات کا ترجمان اور اس کا وجدان خیال حدیث دیگراں معلوم ہونے لگے؛ یہ کام نہایت مشکل ہے، یہ ایک فن ہے جو کسی میں خداداد ہوتا ہے تو کسی میں نہایت محنت وکسب سے آتا ہے۔

مدارس اسلامیہ کے طلبہ کو ہفتہ وار تقریری انجمنوں میں شرکت کرکے اپنے اندر خوابیدہ صلاحیتوں کو مشق وتمرین کے ذریعہ اجاگر کرنے اور نکھارنے کا موقع بآسانی مل جاتا ہے؛ کیوں کہ اس کے لیے معاون کتابوں کا انبار کتب خانوں میں موجود ہے، جب کہ طالبات کے لیے یہ اتنا آسان نہیں ہے؛ کیوں کہ اس صنف کا خیال رکھتے ہوئے متعلقہ موضوع پر لکھی گئی کتابیں نایاب نہیں تو بہت کم دستیاب ضرور ہیں۔

زیر استفادہ کتاب بنام "صدائے طالبات" عزیز مکرم مفتی رضوان نسیم قاسمی (زادہ اللہ علما نافعا وعملا صالحا متقبلا) کے جنبش قلم سے منصۂ شہود پر آنے والی کاوش اسی ضرورت کی تکمیل ہے، اللہ تعالی انھیں جزائے خیر عطا کرے کہ انھوں نے اپنی عنانِ توجہ اس طرف مبذول کی، ان شاء اللہ یہ کتاب مستقبل کی داعیاتِ اسلام کے لیے بہت ممد ومعاون ثابت ہوگی۔

عزیز القدر مفتی محمد رضوان نسیم قاسمی زمانۂ تلمذ ہی سے اپنے صاف ستھرے ذوق تحقیق و ومطالعہ میں ممتاز، علم وآگہی کے رسیا، کتب بینی کے حوالہ سے بڑے خوش طبع واقع ہوئے ہیں،

انھیں درسی کتابوں کی تفہیم وتشریح اور دل نشیں طریقۂ تکرار ومذاکرہ اور اسلوبِ تدریس کا خوشنما ذوق ملا ہے، عزیز موصوف درس وتدریس کے ساتھ قرطاس وقلم سے بھی وابستگی رکھتے ہیں، ان کی متعدد گراں مایہ علمی کاوشیں منظر عام پر آکر سلاطین علم وآگہی سے خراج تحسین حاصل کر چکی ہیں یہ اپنی ہر آئندہ کاوش میں خوب سے خوب تر کرنے کی سعی کرتے نظر آتے ہیں۔

دراصل ذہن میں علم وتحقیق کے چراغ روشن ہوں اور دماغ تخلیق وایجاد کے نئے افق کی تلاش میں سرگرداں ہو تو ایک قلم کار، ایک مؤلف اور ایک شارح کے قلم سے دلکش مفید خاص وعام، علم ریز وعطر بیز علمی شاہکار عالم وجود میں آتی ہے، بسا اوقات ایک تخلیق کار مصنف ومؤلف عمر کی ایک طویل مسافت طے کرنے کے بعد اس درجۂ کمال تک پہنچ پاتا ہے جہاں دشت لوح وقلم کے نو وارد مسافر اپنے مطالعہ ومشاہدہ کی وسعت وقوت کی بدولت اس فضل ومرتبہ کو اپنے سفر کے آغاز میں ہی چند منزلیں طے کرتے ہی حاصل کر لیتا ہے۔

عزیز موصوف زمانۂ طالب علمی ہی سے اپنی محنت ولگن اور کچھ کر گذرنے کے انتھک عزم وحوصلہ اور ''طالب حقیقی'' بننے کی پرخلوص دھن کی وجہ سے اپنے رفقاء میں ممتاز اور اساتذۂ کرام کے مرکز توجہ رہے ہیں، آج جب آں عزیز کی علمی کاوشیں یکے بعد دیگرے نظر نواز ہو رہی ہیں تو علامہ اقبال کا یہ شعر میرے دعا گو دل کا حدی خواں بن کر کانوں میں گونجتا ہے

تو شاہین ہے پرواز ہے کام تیرا — تیرے سامنے آسماں اور بھی ہیں

کیوں کہ بقول ساحر لدھیانوی

ہزار برق گرے لاکھ آندھیاں اٹھیں — وہ پھول کھل کے رہیں گے جو کھلنے والے ہیں

عزیزی مفتی رضوان نسیم قاسمی سلمہ اللہ کی تمام علمی کاوشوں پر یہ کم مایہ راقم السطور صد بار مبارکباد دیتا ہے اور دعاؤں کی سوغات کے ساتھ ان سے مزید قلمی کاوش کی توقعات رکھتا ہے اور یہ دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالی ان کی علمی وتالیفی کاوش کو قبول عام وتام عطا کرے اور ان کی اِن رشحات قلم کو ایسی سحر بنا دے جس کی شام دیر بہت دیر سے ہو۔

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد۔

محمد احمد قاسمی

صدر المدرسین مدرسہ اسلامیہ دار العلوم اشرف نگر، ددری، وایہ نانپورا، سیتامڑھی بہار

بہنوں سے خطاب!

عورت جس مرحلہ میں بھی ہو وہ مرد کی توجہ کا محور اور مرکز ہوتی ہے، عورت جب بیٹی کے روپ میں ہوتی ہے تو وہ اپنے والدین کی آنکھوں کا تارا اور دل کا قرار ہوا کرتی ہے، عورت جب بہن کے روپ میں ہوتی ہے تو وہ اپنے بھائی کے لیے باعثِ افتخار اور اس کی عزت ہوا کرتی ہے، عورت جب بیوی کے روپ میں ہوتی ہے تو وہ اپنے شوہر کی زندگی کا سب سے قیمتی تحفہ ہوا کرتی ہے، عورت جب ماں کے روپ میں ہوتی ہے تو وہ اولاد کے لیے شجر سایہ دار، پیکرِ محبت اور شفقت کا مجسمہ ہوا کرتی ہے، کسی شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے:

حیاء کا آئینہ ہے اور وفا کی جان ہے عورت
ہمارے گھر کی رونق زندگی کی شان ہے عورت
بنا دیتی ہے گھر کو رشک جنت یہ سلیقے سے
مکمل زندگی کی شان ہے عرفان ہے عورت

مگر ایک بیٹی رحمت اسی وقت بن سکتی ہے جب کہ اس کا قلب اسلامی تعلیمات کی روشنی سے منور ہو، وہ فاطمی کردار و گفتار کا پیکر ہو، ایک عورت مرد کے لیے شریک حیات کی شکل میں روحِ حیات اور تسکینِ خاطر کا سبب اسی وقت ہو سکتی ہے جب کہ اس کا دل سیرت خدیجہؓ سے سرشار ہو، وہ ہر درد کا درماں اور مصائب کی گرم ہواؤں میں نسیم صبح کی صورت میں ایک مشفق ماں اسی وقت ثابت ہو سکتی ہے جب کہ اسکی گود بچے کے لیے پہلا اسلامی مکتب ثابت ہو، وہ اپنے بھائیوں کی محبتوں کا مرکز و ملجا اسی وقت ہو سکتی ہے جب کہ اس کے جذبات و احساسات ویسے ہو جائیں جیسے حضرت عائشہ کے جذبات اپنے بھائی حضرت عبدالرحمٰن کے تئیں تھے۔

اور یہ ساری صفات ایک عورت میں اسی وقت پائی جاسکتی ہیں جب وہ زیور تعلیم وتربیت سے آراستہ وپیراستہ ہوں، الحمدللہ! اس کے لیے دنیا کے تمام ممالک اور تقریباً ہر اضلاع میں تدریس البنات کے ادارے قائم ہیں، جہاں دخترانِ قوم و ملت کو قرآن وحدیث کی تعلیمات سے روشناس کرایا جاتا ہے اور اسلامی فکر اور اسلامی منہج کے مطابق انھیں دینی ودنیوی دونوں تعلیم سے واقف کرایا جاتا ہے۔

راقم الحروف ایک مدت سے طالبات کے لیے ایک ایسی کتاب کی شدت سے ضرورت محسوس کررہا تھا جس میں اہم عناوین پر مشتمل تقاریر ومکالمات ہوں اور اس میں نظامت کے اسالیب بھی بیان کیے گئے ہوں، تاکہ اس کتاب کی روشنی میں طالبات انجمن اور دیگر پروگراموں میں اپنے خیالات اور مافی الضمیر کا کھل کر اظہار کرسکیں، اسی احساس کے پیش نظر اللہ تعالی کے نام اور اس کی توفیق سے بندہ نے زیر نظر کتاب ترتیب دی ہے جو آٹھ تقاریر، چھ مکالمات اور اناؤنسری کے مختلف اسالیب پر مشتمل ہے، مجھے یقین ہے کہ یہ کتاب طالبات کے لیے اپنی نوعیت کی منفرد اور مفید کتاب ثابت ہوگی۔

خوشی کے اس موقع پر رب العالمین کا شکر ادا کرنے کے بعد اپنے تمام اساتذۂ کرام کا نہایت شکرگزار ہوں جن کی دعاؤں کے طفیل راقم الحروف کو خدمتِ دین کا موقع میسر ہوا ہے، نیز ان تمام طالبات کا بھی احسان مند ہوں جنھوں نے اس کتاب کی طباعت کی طرف بندہ کی توجہ مبذول کرائی، اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ اس تالیف کو میرے اہل وعیال کی نجات کا ذریعہ اور خواتین اسلام بالخصوص مدارس اسلامیہ کی طالبات کے لیے مفید بنائے۔ آمین!

مفتی رضوان نسیم قاسمی

فیض پور عرف گھیورا، روتہٹ نیپال

استاذ فقہ وافتاء: معہد الدراسات العلیا، پھلواری شریف پٹنہ

اسلام میں عورت کا مقام

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنْ،وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنْ،مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ أجْمَعِیْنْ. أمّا بَعْدْ!فَأعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمْ،بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمْ،وَعَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْف.(سورۃ النساء:۱۹)

وجودِ زن سے ہے تصویر کائنات میں رنگ
اسی کے ساز سے ہے زندگی کا سوزِ دروں

میری قابل احترام بہنو!

آج پوری دنیا میں اسلام کے خلاف سازشیں رچنے والے،قرآنی دستور پر انگلیاں اٹھانیوالے،حقوقِ نسواں کے نام نہادعلم بَردار اور آزادیِ نسواں کا دل فریب نعرہ بلند کرنیوالے حضرات اسلام پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اسلام میں عورت کا کوئی مقام ومرتبہ نہیں ہے،اسلام عورتوں کی آزادی کا دشمن ہے،اسلامی معاشرہ میں عورت کی کوئی حیثیت نہیں ہے،اسلام نے عورت کو پردہ کی زنجیر میں باندھ کر اسے گھروں میں قید کر کے رکھ دیا ہے اور اس کی فطری آزادی کو چھین لیا ہے، چنانچہ آج کی اس محفل میں اسی موضوع پر میں لب کشائی کرنا چاہتی ہوں۔

میری عفت مآب بہنو!

جب ہم تاریخ کا مطالعہ کرتی ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے قبل پوری دنیا اور تقریباسارے مذاہب میں عورتوں پر ظلم وستم کے وہ پہاڑ توڑے جارہے تھے جسے پڑھ کر ذہن وضمیر کانپ اٹھتا ہے،جس کی داستاں سن کر دردمند انسان کا دل رنج وغم سے ٹکڑے ٹکڑے ہوجاتا ہے، کلیجہ منھ کو آنے لگتا ہے اور رونگٹے کھڑے ہونے لگتے ہیں۔

مثلاً اسلام کی آمد سے قبل قدیم یونان میں عورت کو شیطان کی بیٹی اور نجاست کا مجسمہ سمجھا جاتا تھا، غلاموں اور جانوروں کی طرح عورتیں بھی بازاروں میں بیچی جاتی تھیں، میراث میں عورت کا کوئی حصہ نہیں ہوتا تھا، مال وجائداد کی طرح وراثت میں عورت بھی تقسیم ہوتی تھی، رومیوں نے عورت کو جانور کا مقام دیا تھا، نکاح کو عورت کی خرید وفروخت کا ذریعہ سمجھتے تھے اور معمولی معمولی قصور پر عورت کو قتل کر دیتے تھے۔

یہودیوں کا ایک گروہ عورت کو انسان ہی نہیں تصور کرتا تھا، ان کا خیال تھا کہ عورت جانوروں کی ایک شکل ہے جنہیں مردوں کی خدمت کے لیے پیدا کیا گیا ہے، ہندوؤں کا یہ عقیدہ تھا کہ ہر عورت کے لیے فرض ہے کہ وہ زندگی بھر قسم قسم کی خدمتیں کر کے پتی پوجا (یعنی اپنے شوہر کی پوجا) کرتی رہے اور شوہر کی موت کے بعد اس کی چِتا کی آگ کے شعلوں پر زندہ لیٹ کر ستی ہو جائے، یعنی شوہر کے ساتھ عورت بھی اپنے آپ کو آگ کے حوالہ کر دے، اور اس رسم پر باقاعدہ عمل بھی ہوتا تھا۔

مگر جب اسلام آیا تو دنیا بھر کی ستائی ہوئی عورتوں کی قسمت کا ستارہ چمک اٹھا، وہ عورت جس کو جانوروں سے زیادہ حقیر سمجھا جاتا تھا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں فرمایا کہ تمہاری دنیا کی چیزوں میں سے عورت اور خوشبو مجھے محبوب ہے، وہ عورت جو اپنی بے بسی اور بے کسی پر روتی اور بلبلاتی رہتی تھی اس کے ساتھ قرآن نے حسن سلوک کا حکم دیا اور کہا کہ تم ان عورتوں کے ساتھ اچھی طرح سے زندگی گزارو۔

وہ عورت جس کو یہودیوں کا ایک گروہ انسان بھی نہیں سمجھتا تھا اور جس کو معمولی قصور پر قتل کر دیا جاتا تھا، قرآن نے اس کی عظمت اور اس کے حقوق کو بیان کرتے ہوئے کہا کہ جس طرح عورتوں پر مردوں کے حقوق ہیں، اسی طرح مردوں پر عورتوں کے حقوق بھی ہیں، وہ عورت جس کے زخموں پر مرہم رکھنے والا، جس کی فریاد سننے والا اور جس کی مظلومیت کے آنسو پونچھنے والا دور دور تک نظر نہیں آتا تھا نبی اکرم

ﷺ نے زندگی کی آخری سانس میں بھی ان کا خیال رکھا اور اپنی امت کو یہ وصیت فرمائی کہ تم عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا اور ان کے حقوق کا پورا خیال رکھنا۔

الغرض!

اسلام کی آمد نے دنیا کے تمام مذاہب کے اندر صدیوں سے ظلم وستم کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی عورتوں کو آزادی کا پروانہ سنایا، اسلام نے عورت کی عفت وعصمت کی حفاظت کی اور اسے شمعِ محفل سے چراغِ خانہ بنایا، اسلام نے عورت کو ذلت وپستی کی عمیق غار سے نکال کر عزت ورفعت کے اوجِ ثریا پر پہنچایا، اسلام نے عورت کو اپنا رفیقِ سفر پسند کرنے کا اختیار دیا اور شوہر کی وفات کے بعد دوسری شادی کا بھی حق عطا کیا۔

اسلام نے ان کا مقام اتنا بلند کیا کہ عورت اگر ماں کی شکل میں ہے تو ان کے پیروں تلے جنت قرار دیا، عورت اگر بہن کی شکل میں ہے تو اسے گھر کی عزت قرار دیا، عورت اگر بیٹی کی شکل میں ہے تو اسے گھر کی زینت قرار دیا، عورت اگر بیوی کی شکل میں ہے تو اسے گھر کی عفت اور مرد کے لئے باعث سکون وطمانینت قرار دیا، نیز اسلام ہی وہ مذہب ہے جس نے ماں کی خدمت، بہن اور بیٹی کی پرورش اور بیوہ عورتوں کے ساتھ حسنِ سلوک پر جنت کی بشارت اور جہنم سے نجات کی خوش خبری سنائی ہے۔

ان تمام باتوں سے آپ خود ہی اندازہ لگا سکتی ہیں کہ اسلام میں عورت کا مقام و مرتبہ کس قدر بلند و برتر ہے، اور اسلام پر اعتراض کرنیوالے حضرات کس قدر مکار اور جھوٹے لوگ ہیں، اللہ تعالی سے دعا ہیکہ وہ ہمیں اسلام کی صحیح سمجھ عطا فرمائے، آمین۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

ماں کی ممتا اور شفقت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنْ. وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنْ. وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنْ، مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ أجْمَعِيْنْ. أمَّابَعْدْ! فَأعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمْ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمْ: وَوَصَّينا الاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا. (سورة العنكبوت:۸)

معزز ومکرم خواتینِ اسلام!

آج میں آپ کے سامنے اس مقدس ہستی کا ذکرِ خیر کرنا چاہتی ہوں جس کی پیشانی میں نور، جسکی آنکھوں میں ٹھنڈک، جسکی باتوں میں محبت، جسکے دل میں رحمت، جس کے ہاتھوں میں شفقت، جس کے پیروں میں جنت اور جس کی آغوش میں پوری دنیا کا سکون ہے، جس کے بغیر گھر قبرستان کی طرح لگتا ہے، جس کی محبت کبھی بھی دکھلاوے کے لیے نہیں ہوتی ہے، جس کا پیار سمندر کی مانند ہر وقت جوش میں رہتا ہے، جس کی محبت چٹان سے زیادہ مضبوط اور سمندر سے زیادہ گہری ہوتی ہے، یعنی میرا موضوعِ سخن ''ماں کی ممتا اور شفقت'' ہے، مجھے یقین ہے کہ آپ مجھے بغور سنیں گی۔

قابلِ احترام سہیلیو!

ماں دنیا کی وہ عظیم ہستی ہے جسکی محبت کے سامنے ہر انسان کی محبت کمتر ہے، ماں کی جیسی محبت، ماں کے جیسا خلوص، ماں کے جیسا ایثار دنیا کا کوئی بھی شخص پیش نہیں کرسکتا، ماں کا پیار چاند کی طرح صاف اور شفاف ہوتا ہے، ماں کے سوا کوئی سچا اور مخلص رشتہ نہیں ہے، ماں کی شفقت اور محبت کی ٹھنڈی چھاؤں میں بیٹھ کر ہم دنیا کے تمام دکھ اور درد کو بھول جاتے ہیں، ماں اپنی اولاد کو کبھی بھی دکھ نہیں پہنچنے دیتی ہے، ماں کے ہاتھ اپنے بچوں کی سلامتی اور بھلائی کے لیے ہمیشہ خدا کے دربار میں اٹھے ہوئے ہوتے ہیں۔

ماں کا روپ اللہ تعالی کی طرف سے وہ خاص تحفہ ہے جس میں اللہ تعالی نے اپنی رحمت، فضل وکرم، برکت وراحت اور عظمت کی صفات کو شامل کر کے عرش سے فرش پر اتارا اور اس کی عظمت میں چار چاند لگا دیا، ماں کے قدموں تلے جنت دیکر اللہ تعالی نے ماں کو مقدس اور اعلی مرتبہ پر فائز کر دیا، ماں کی ہستی باپ سے زیادہ عظیم ہوتی ہے، ماں کی نافرمانی شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ ہے، ماں کی دعائیں ہمارے لیے زندگی کا کل سرمایہ ہیں، ماں گھر کی روشنی اور گھر کی زینت ہے، ماں ہمارے لیے جنت کا راستہ ہے۔

ماں کی انہیں خوبیوں کی وجہ سے اسلام میں حقِ خدا کے بعد سب سے زیادہ حق ماں کا بتایا گیا ہے، چنانچہ قرآن مجید کی متعدد آیات ایسی ہیں جن میں خدا کے حق کو بیان کرنیکے ساتھ ماں کے حق کو بھی بیان کیا گیا ہے، مثلا سورۂ نساء میں ہے کہ تم اللہ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور والدین کے ساتھ بھلائی کرو، سورۂ لقمان میں ہے کہ ہم نے انسان کو والدین کے ساتھ بہتر برتاؤ کرنے کی تاکید کی ہے، سورۂ عنکبوت میں ہیکہ ہم نے انسان کو والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی تاکید کی ہے، سورۂ بنی اسرائیل میں ہے کہ اگر ماں باپ بڑھاپے کی عمر کو پہنچ جائیں تو تم انہیں اُف بھی مت کہنا، اور نہ ہی ان کو ڈانٹ ڈپٹ کرنا، بلکہ ان سے نرمی سے گفتگو کرنا اور ان کے لیے سلامتی کی دعائیں کرتے رہنا۔

میری نیک سیرت بہنو!

قرآن مجید کے بعد جب ہم ذخیرۂ احادیث کا مطالعہ کرتے ہیں تو اس میں بھی جا بجا والدین کے ساتھ حسن سلوک کا ذکر ملتا ہے، کسی حدیث میں یہ ہے کہ کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑا گناہ شرک اور والدین کی نافرمانی کرنا ہے، تو کسی میں یہ ہیکہ ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے، کسی میں یہ ہے کہ حسنِ سلوک کا سب سے زیادہ حقدار ماں ہے، تو کسی میں یہ ہے کہ ماں کی نافرمانی کرنا حرام ہے، کسی میں یہ ہے

کہ ماں باپ ہی جنت وجہنم ہیں، تو کسی میں یہ ہے کہ جو شخص اپنے ماں باپ کو محبت کی نگاہ سے دیکھتا ہے تو اس کو ہر نظر کے بدلہ مقبول حج کا ثواب ملتا ہے۔

مگر افسوس صد افسوس!

آج یہ دیکھ کر بہت افسوس ہوتا ہے اور کلیجہ منھ کو آنے لگتا ہے کہ جس ماں نے اولاد کو ۹ رمہینے تک اپنے پیٹ میں رکھا اور بے پناہ مشقتوں کے ساتھ اسے جنم دیا، جس ماں نے سینے سے لگا کر دودھ کی شکل میں اولاد کو اپنا خون پلایا، جس ماں نے خود کچی اور گیلی زمین پر سوکر اپنی اولاد کو نرم بستروں پر سلایا، جس ماں نے اولاد کی خاطر اپنے حسن وجمال، رات کی نیند اور دن کے چین وسکون کو قربان کر دیا، جس ماں نے اپنی اولاد کے رونے پر سارا کام بند کر کے اسے تسلی دیکر سلایا، جس ماں نے بچے کو پہلے کھلایا اور خود بعد میں کھایا، جس ماں نے انگلی پکڑ کر اپنی اولاد کو چلنا سکھایا، جس ماں نے اولاد کو بولنا سکھایا۔

الغرض! جس ماں نے اپنی اولاد کی خاطر ہر طرح کی مصیبتوں اور مشقتوں کو برداشت کیا، آج وہی اولاد جوان ہوکر ان کی خدمت کرنے کے بجائے انھیں سے خدمت لیتی ہیں، ان کو راحت پہنچانے کے بجائے ان کو تکلیف پہنچاتی ہیں، بڑھاپے میں انکے لیے ڈھال بننے کے بجائے ان کے لیے وبال بن جاتی ہیں، ان کا ادب کرنے کے بجائے ان کو گالیاں دیتی اور برا بھلا کہتی ہیں، ان کا دل خوش کرنے کے بجائے انھیں رنجیدہ کرتی ہیں، الغرض! ان کے سارے احسانات کو بھلا کر ان کے ساتھ بُرا سلوک کرتی ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں ماں باپ کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

بیٹی اللہ کی رحمت ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنْ. وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنْ. وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنْ، مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ أجْمَعِیْنْ. أمَّابَعْدْ! فَأعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمْ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمْ: وَاِذا بُشِّرَ أَحَدُھُمْ بِالاُنْثٰی ظَلَّ وَجْھُہٗ مُسْوَدًّا وَّھُوَ کَظِیْمْ، یَتَوارٰی مِنَ الْقَومِ مِنْ سُوْٓءِ مابُشِّرَبِہٖ، أَیُمْسِکُہٗ عَلٰی ھُونٍ أمْ یَدُسُّہٗ فِی التُّرابِ. (سورۃ النحل:۵۸،۵۹)

گھر میں رہتے ہوئے غیروں کی طرح ہوتی ہیں
بیٹیاں دھان کے پودوں کی طرح ہوتی ہیں
اڑ کے اِک روز بہت دور چلی جاتی ہیں
گھر کی شاخوں پہ یہ چڑیوں کی طرح ہوتی ہیں
باپ کا رتبہ بھی کچھ کم نہیں ہوتا لیکن
جتنی مائیں ہیں فرشتوں کی طرح ہوتی ہیں

قابل احترام سہیلیو!

عورت جس مرحلہ میں بھی ہووہ مرد کی توجہ کامحوراور مرکز ہوتی ہے، عورت جب بیٹی کے روپ میں ہوتی ہے تو وہ اپنے والدین کی آنکھوں کا تارااور دل کا قرار ہوا کرتی ہے، عورت جب بہن کے روپ میں ہوتی ہے تو وہ اپنے بھائی کے لیے باعثِ افتخاراوراس کی عزت ہوا کرتی ہے، عورت جب بیوی کے روپ میں ہوتی ہے تو وہ اپنے شوہر کی زندگی کا سب سے قیمتی تحفہ ہوا کرتی ہے، عورت جب ماں کے روپ میں ہوتی ہے تو وہ اولاد کے لیے شجرِ سایہ دار، پیکرِ محبت اور شفقت کا مجسمہ ہوا کرتی ہے، مگر عورت کی اس قدر اہمیت وعظمت اوراس کی اِن بے پناہ خوبیوں کے

باوجود روزِ آفرینش سے اب تک اِس صنف نازک پر جس قدر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے گئے ہیں، اسکوسن کر ہی بدن کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں، جگر پھٹ جاتا ہے اور کلیجہ منھ کو آنے لگتا ہے۔

عفت مآب سہیلیو!

شریعتِ محمدی کے نزول سے پہلے ملک عرب میں بیٹیوں کو زندہ دفن کرنے کا عام رواج تھا، لوگ بیٹی کی پیدائش کو معیوب سمجھتے تھے، اگر کوئی ہمت کر کے پھول جیسی بیٹی کو زندہ رکھنے کی کوشش بھی کرتا تو لوگ اس کے مخالف ہوکر اسے عار دلاتے رہتے تھے اور ان کا جینا مشکل کر دیتے تھے، یہی وجہ تھی کہ جس شخص کے گھر بیٹی پیدا ہوتی تھی وہ شرمندگی کے مارے اپنا چہرہ چھپائے پھرتا تھا اور اپنی بیٹی کو زندہ دفن کر دیا کرتا تھا، چنانچہ قرآن شریف میں ہے کہ جب ان میں سے کسی کو لڑکی پیدا ہونے کی خبر سنائی جاتی ہے تو اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے اور وہ غصہ سے بھر جاتا ہے، وہ لوگوں سے اس بری خبر کی وجہ سے چھپتا پھرتا ہے جو اسے سنائی گئی ہے، وہ سوچنے لگتا ہے کہ اپنی بیٹی کو ذلت ورسوائی کے ساتھ زندہ رکھے یا اسے مٹی میں زندہ دفن کر دے۔

یہ تو زمانۂ جاہلیت کی بات تھی جب دنیا نے اتنی ترقی نہیں کی تھی، مگر آج جب دنیا نے ترقی کرلی ہے اور قسم قسم کے آلات ایجاد کر لئے گئے ہیں تو آج بیٹیوں کو زندہ نہیں دفنایا جاتا، بلکہ اس معصوم کو رحم مادر میں ہی مار دیا جاتا ہے، آج معاشرہ کا یہ حال ہوگیا ہے کہ وہ بیٹی کو زندہ دفن تو نہیں کرتے مگر اس کو رحمت کے بجائے زحمت، سببِ خوش بختی کے بجائے علامتِ بدنصیبی، نشانِ عزت کے بجائے باعثِ ذلت سمجھتے ہیں، حالاں کہ بیٹی گھر کی رونق اور عزت ہوتی ہے، بیٹی گھر کی زینت اور شان ہوتی ہے، بیٹی والدین کے آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کا سرور ہوتی ہے، بیٹی خوش بختی کی نشان اور سرفرازی کی علامت ہوتی ہے، بیٹی کے بغیر گھر قبرستان کی طرح اندھیرا لگتا ہے، بیٹی

اور پھول میں کوئی فرق نہیں ہوتا ہے، بیٹی محبت کی پیکر اور شفقت کا مجسمہ ہوتی ہے، بیٹی خاندان کی چشم و چراغ اور بڑھاپے کا سہارا ہوتی ہے۔

دختران اسلام!

یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ ہمارے معاشرہ میں بیٹیوں کو وہ مقام نہیں دیا جاتا ہے جو مقام بیٹوں کو دیا جاتا ہے، بیٹوں کی پیدائش پر جشن منایا جاتا ہے، دعوتیں کی جاتی ہیں اور بیٹی کی پیدائش کے متعلق خبر تک نہیں دی جاتی، بیٹوں کو عمدہ قسم کے کھلونے اور انتہائی قیمتی لباس دیئے جاتے ہیں، لیکن بیٹیوں کو سستے کھلونے اور معمولی کپڑے دیئے جاتے ہیں، بیٹوں کی تعلیم کے لئے پرائیوٹ اور معیاری اسکول کا انتخاب کیا جاتا ہے اور بیٹیوں کو سرکاری اور غیر معیاری اسکول میں بھیجا جاتا ہے، بیٹا اگر اچھا نمبر لائے تو اسکو مبارکباد دی جاتی ہے، قیمتی تحفے دیئے جاتے ہیں، لیکن بیٹی کے کامیاب ہونے اور پوزیشن لانے پر بھی تحفہ تو بہت دور کی بات ہے، زبان سے تعریفی کلمات بھی مشکل سے ہی ادا ہوتے ہیں۔

میں سماج کے ایسے لوگوں سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آخر! آپ بیٹوں اور بیٹیوں کے درمیان اس قدر بھید بھاؤ کیوں کرتے ہیں، حالاں کہ بیٹوں کی طرح بیٹیاں بھی پڑھنے لکھنے میں تیز اور ذہین ہوتی ہیں، بیٹوں کی طرح بیٹیاں بھی ماں باپ کی خدمت کرنے والی ہوتی ہیں، بیٹوں کی طرح بیٹیاں بھی والدین کا نام روشن کرنے والی ہوتی ہیں، اور بیٹوں کی طرح بیٹیوں میں بھی قوم وملت کی خدمت کا جذبہ ہوتا ہے۔

لہذا! بیٹیوں کے تئیں اپنی سوچ بدلیں، ان سے دلی محبت کریں، انہیں اللہ تعالیٰ کی رحمت اور انمول نعمت سمجھیں، ان کی قدر کریں اور ان کے مقام کو سمجھیں، اللہ تعالیٰ ہمیں بیٹیوں کی صحیح قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

شوہر اللہ کی نعمت ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنْ. وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنْ. وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنْ، مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ أجْمَعِیْنْ. أمَّابَعْدْ! فَأعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمْ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمْ: ألرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَی النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰہُ بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ وَّ بِمَا أنْفَقُوا مِنْ أمْوَالِھِمْ. (النساء: ۳٤)

خواتین اسلام اور دختران ملت!

اس کائنات کے وجود میں آنے کے بعد سب سے پہلا رشتہ جو وجود میں آیا وہ شوہر اور بیوی کا رشتہ ہے، یہ وہ رشتہ ہے جو اس کائنات کا سب سے حسین اور خوبصورت رشتہ ہے اس رشتہ میں ایک طرف عورت کو اللہ تعالی نے حسن ونزاکت، شرم وحیا، ایثار وقربانی، صبر وشکر، خدمت واطاعت کی دولت سے مالا مال کیا ہے، تو دوسری طرف شوہر کو عورت کا محافظ، اس کا سرپرست اور نگہبان مقرر کیا ہے۔

یہی وجہ ہیکہ اسلام کی نگاہ میں شادی محض چار دن کی تقریب کا نام نہیں ہے بلکہ یہ زندگی بھر کی ذمہ داری ہے، شادی ایک ایسا تعلق ہے جو شوہر بیوی کو ذہنی اور جسمانی سکون بخشتا ہے، ان کے درمیان محبت، مودت اور شفقت کا باعث بنتا ہے، اور یہی محبت اور شفقت ایک گھر کی تعمیر وترقی اور نسل کو پروان چڑھانے میں اہم ستون ثابت ہوتی ہے۔

اس ازدواجی رشتہ میں اللہ تعالی نے عدل وانصاف کے عین تقاضوں کے مطابق شوہر اور بیوی دونوں میں سے ہر ایک کے ذمہ بعض حقوق وواجبات رکھے ہیں، جن کو پورا کرنا اسی طرح فرض ہے جس طرح نماز پڑھنا فرض ہے۔

لہذا میں چاہتی ہوں کہ آج کی اس پرنور مجلس میں شوہر کے حقوق سے متعلق

کچھ اہم باتیں عرض کروں، مجھے امید ہے کہ آپ سب میری باتوں کو غور سے سنیں گی۔

دختران قوم وملت!

میں نے خطبہ میں قرآن مجید کی جو آیت تلاوت کی ہے اس میں اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں کہ مرد عورتوں کے نگراں ہیں، کیوں کہ اللہ تعالی ہی نے ان میں سے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے، اوراس لئے کہ مرد اپنے مال کو خرچ کرتے ہیں، پس نیک عورتیں وہ ہیں جو فرماں بردار ہیں اور شوہر کے موجود نہ ہونیکی صورت میں اللہ تعالی کی حفاظت وتوفیق سے اپنی عزت وآبرو اور مال واولاد کی حفاظت کرتی ہیں۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ عورت پر شوہر کی اطاعت لازم ہے اور شوہر کا درجہ بیوی سے بڑھا ہوا ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے بیوی اور بچوں کے اخراجات کا ذمہ شوہر کو دیا ہے لہذا بیوی کو چاہیے کہ شوہر کی خدمت کے لیے ہر وقت تیار رہے، جائز امور میں اس کی بات کو کبھی بھی نہ ٹالے، کیوں کہ عام طور سے اکثر جھگڑوں کی بنیاد یہی ہوتی ہے کہ شوہر بیوی کو کسی بات کا حکم دیتا ہے، مگر بیوی کھانا بنانے، کپڑا دھلنے، بناؤ سنگار کرنے یا دوسرے کسی کام میں مشغول ہونے کی وجہ سے اس کو ٹال دیتی ہے۔

لہذا میں شادی شدہ اسلامی بہنوں کو صاف لفظوں میں کہنا چاہتی ہوں کہ شوہر کی ہر جائز بات کو دل وجان سے تسلیم کیا کریں، کیونکہ شوہر کی رضا میں اللہ کی رضا اور شوہر کی ناراضی میں اللہ کی ناراضی پوشیدہ ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: اے عورتو! اللہ پاک سے ڈرو اور اپنے شوہروں کی رضا کو لازم پکڑ لو، اگر عورت جان لے کہ شوہر کا حق کیا ہے تو وہ صبح وشام کا کھانا لیکر کھڑی رہے۔

دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ اگر میں کسی مخلوق کو کسی مخلوق کے لئے سجدہ کا حکم دیتا تو میں عورتوں کو یہ حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کیا کرے۔

دختران قوم وملت!

اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ عورت پر جس طرح شوہر کی اطاعت لازم ہے اسی طرح شوہر کے مال اور اپنی عزت کی حفاظت بھی ضروری ہے، شوہر کے مال کی حفاظت یہ ہے کہ شوہر کی اجازت کے بغیر اس کے مال میں تصرف نہ کرے، اور اپنی عزت کی حفاظت یہ ہے کہ شوہر کی غیر حاضری میں کسی نامحرم سے بات نہ کرے، کسی انجان کو گھر میں داخل نہ ہونے دے، کسی پڑوسی کے گھر میں جہاں نامحرم لڑکے یا مرد ہوں نہ جائے، اسی طرح بیوی پر یہ بھی لازم ہے کہ وہ شوہر کی عزت آبرو کی بھی حفاظت کرے، یعنی گھر کی اندرونی باتیں، پردے والی باتیں یا راز کی باتیں جو شوہر نے اسے بتائی ہوں کسی اور کو نہ بتائے، حتی کہ اپنی سہیلیوں اور اپنے ماں باپ سے بھی نہ کہے۔

نیز بیوی کو چاہئے کہ وہ شوہر کو خوش رکھنے کی بھرپور کوشش کرے، اپنے جسم، لباس اور گھر کی صفائی کا خیال رکھے اور شوہر کے لیے بناؤ سنگھار کا اہتمام کرے، تاکہ شوہر کا دل خوش رہے اور جب شوہر اسے دیکھے تو وہ اس کی نظر میں زیادہ سے زیادہ حسین وجمیل معلوم ہو، حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام سے مخاطب ہوکر یہ ارشاد فرمایا کہ میں تمہیں مرد کا سب سے بہترین خزانہ نہ بتاؤں؟ سنو! مرد کا بہترین خزانہ ایسی نیک بیوی ہے کہ جب شوہر اس کی طرف دیکھے تو وہ شوہر کو خوش کردے، جب شوہر اس کو کوئی حکم کرے تو وہ شوہر کا کہنا مانے، اور اگر شوہر کہیں باہر سفر میں چلا جائے تو اس کے مال اور اپنے نفس کی حفاظت کرے۔

اللہ تعالی تمام شادی شدہ بہنوں کو اپنے شوہر کی اطاعت کی توفیق عطا فرمائے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

پردہ عورت کی زینت ہے

اَلْحَمْدُ لِوَلِيِّهٖ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى نَبِيِّهٖ. أَمَّا بَعْدُ! فَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمْ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمْ: وَقَرْنَ فِي بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُوْلٰى وَأَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَأَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ. (سورۃ الاحزاب:۳۳)

حیاء سے حسن کی قیمت دو چند ہوتی ہے
نہ ہوں جو آب تو موتی کی آبرو کیا ہے

قابل احترام سہیلیو!

ہمارے معاشرہ میں جو برائیاں اور خرابیاں بہت تیزی کے ساتھ پھیلتی جا رہی ہیں ان میں سے ایک سنگین برائی ''بے پردگی'' بھی ہے، بعض عورتیں پردہ کو اپنے لیے بوجھ، قدامت پسندی کی علامت، ترقی کی راہ میں رکاوٹ اور باعثِ ذلت سمجھتی ہیں اور بعض عورتیں سستی اور کاہلی کی وجہ سے پردہ کا اہتمام نہیں کرتی ہیں، آج کی اس محفل میں انھیں فیشن پرست اور غافل خواتین کے نظریہ کی تردید کرنا چاہتی ہوں۔

دختران قوم وملت!

اسلام میں عورتوں کی عفت وعصمت اور ان کے تحفظ کا خاص خیال رکھا گیا ہے، اسی وجہ سے اسلام نے ان تمام اعمال سے جن سے عورت کی عصمت پر حرف آتا ہو منع کر دیا ہے، چنانچہ عورتوں کو نگاہ نیچی رکھنے کا حکم دینا، بغیر محرم کے سفر کی اجازت نہ دینا، بلاضرورت گھر سے باہر نکلنے سے منع کرنا، تنہائی میں کسی مرد کے ساتھ بیٹھنے کی اجازت نہ دینا؛ یہ سارے امور ایسے ہیں جن پر عمل کرنے سے اس کی عصمت وعفت محفوظ رہے گی اور عمل نہ کرنے کی صورت میں اس کی پاکدامنی کو خطرہ ہوسکتا ہے، یہی

وجہ ہے کہ اسلام نے عورت کو پردہ کا حکم دیا ہے اور باپردہ عورت کو دنیا کی بہترین عورت قرار دیا ہے، چنانچہ حدیث میں ہے کہ ایک مرتبہ آپ ﷺ کی مجلس میں اس کا تذکرہ ہوا کہ دنیا کی سب سے بہترین عورت کون ہے، صحابۂ کرام خاموش رہے، اسی دوران حضرت علیؓ کسی کام سے گھر گئے تو حضرت فاطمہؓ سے اس کا تذکرہ کیا، حضرت فاطمہؓ نے کہا: کیا میں آپ کو بتاؤں کہ دنیا کی سب سے بہترین عورت کون ہے؟ تو حضرت علیؓ نے فرمایا کہ ہاں بتاؤ! حضرت فاطمہؓ نے کہا کہ دنیا کی سب سے بہترین عورت وہ ہے جو نہ خود کسی غیر محرم کو دیکھے اور نہ ہی کوئی غیر محرم اسے دیکھے، حضرت علیؓ نے یہ جواب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا تو آپ ﷺ بیحد خوش ہوئے اور فرمایا کہ فاطمہ تو میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔

ذی وقار سہیلیو!

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ جو چیز جتنی زیادہ قیمتی اور نازک ہوتی ہے اس کو اتنی ہی زیادہ حفاظت سے رکھی جاتی ہے، چنانچہ آپ اپنے اَناج کو کھیت کھلیان میں بھی چھوڑ دیتے ہیں لیکن زیورات کو صندوق میں بند کر کے رکھتے ہیں، اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ آپ زیورات کو اناج کے مقابلہ میں زیادہ قیمتی سمجھتے ہیں، اسی طرح آپ اپنے جسم کے اعضاء میں غور وفکر کریں کہ اللہ تعالی نے آپکے ہاتھ اور پیر کے اوپر کوئی پردہ نہیں ڈالا ہے، لیکن آنکھوں پر پلکوں کا پردہ ڈالا ہے، کیوں کہ ہاتھ اور پیر کے مقابلے میں آنکھ زیادہ قیمتی عضو ہے۔

اس سے یہ معلوم ہوا کہ اسلام میں جو پردہ کا حکم دیا گیا ہے، وہ عورت کے لیے قید نہیں ہے، بلکہ پردہ اس کے لئے وہ ڈھال ہے جو شریر، بدمعاش اور اَوباش انسانوں سے اس کی حفاظت کرتی ہے، پردہ عورتوں کے لیے باعث زینت ہے، جو اس کے حسن وجمال میں اضافہ کرتا ہے، پردہ عورتوں کا سب سے بہتر سنگار ہے۔

اس کے برعکس بے پردگی سے عورت کی شرافت مردہ ہوجاتی ہے، بے پردگی سے عورت کا کردار لوگوں کی نظروں میں مشکوک ہوجاتا ہے، بے پردگی سے عورت کا حسن و جمال ختم ہوجاتا ہے، بے پردگی سے ازدواجی زندگی کا سکون ختم ہوجاتا ہے، بے پردگی سے اولاد نافرمان بن جاتی ہے اور معاشرہ میں طرح طرح کی برائیاں جنم لیتی ہیں۔

قابل احترام سہیلیو!

جو عورتیں پردہ کو ترقی کی راہ میں رکاوٹ سمجھتی ہیں انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ پردہ نہ تو ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے اور نہ ہی اس کی وجہ سے ترقی کے مواقع ختم ہوتے ہیں، اسلامی تاریخ میں بہت سی باکمال خواتین ایسی گزری ہیں جنہوں نے شرعی پردہ کے دائرہ میں رہ کر وہ کام انجام دیئے ہیں کہ ان کے حالات پر کئی کئی جلدوں کی کتابیں لکھی جاسکتی ہیں، کیوں کہ اسلام میں بھلے ہی پردہ کا حکم موجود ہے، لیکن اس کے باوجود اسلام عورتوں کو تعلیم کے حصول اور معاشی سرگرمیوں سے نہیں روکتا ہے، بلکہ اسلام مردوں کی طرح عورتوں کو بھی تعلیم کی اجازت دیتا ہے، چنانچہ عورت معلّمہ بھی بن سکتی ہے اور ڈاکٹرنی بھی، عورت شرعی دائرہ میں رہ کر بزنس بھی کرسکتی ہے اور فتوی کی خدمت بھی انجام دے سکتی ہے، بلکہ حدود و قصاص کے معاملات کو چھوڑ کر دیگر تمام معاملات میں عورت جج بھی بن سکتی ہے، پس پردہ کو نہ تو ترقی کی راہ میں رکاوٹ سمجھنا چاہئے اور نہ ہی اس کو اپنے لیے باعث قید سمجھنا چاہئے، اللہ تعالی سے دعا کرتی ہوں کہ وہ ہمیں اسلام کی تمام تعلیمات کو اچھی طرح سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

ضروری نہیں کہ روشنیاں چراغوں سے ہوں
بیٹیاں بھی تو گھر میں اجالا ہوا کرتی ہیں

جہیز کی تباہ کاریاں

اَلْحَمْدُ لِوَلِيِّه،وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى نَبِيِّه.أمّا بَعْدُ!فَأعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيطٰنِ الرَّجِيْمْ،بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمْ:يأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا لا تَأكُلُوا أمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ.(سورة النساء:۲۹)

ماں باپ کا گھر بکا تو بیٹی کا گھر بسا
کتنی ہے دل خراش یہ رسم جہیز بھی

قابل احترام خواتین اسلام!

نکاح انسان کی ایک فطری ضرورت ہے،جس سے ایک طرف نسلِ انسانی کی بقا اور اس کی اَفزائش متعلق ہے،تو دوسری طرف وہ اخلاق و کردار اور قلب ونگاہ کی حفاظت کا بہترین ذریعہ بھی ہے،اسی وجہ سے شریعت نے اس عمل کو نہایت آسان بنایا ہے،تاکہ لوگوں کے لیے زنا کاری،بدنظری اوران جیسے قبیح اعمال سے بچنا آسان ہو۔ لیکن افسوس صد افسوس!

کہ شریعت نے نکاح کو جتنا آسان بنایا ہے،ہم نے رسم ورواج کے چکر میں پڑ کر اس کو اتنا ہی مشکل بنادیا ہے،جس کی وجہ سے معاشرہ میں طرح طرح کی خرابیاں اور برائیاں جنم لے رہی ہیں،آج جو چیزیں شادی بیاہ کے معاملہ میں سب سے بڑی رکاوٹ بنی ہوئی ہیں ان میں سرفہرست جہیز کا مسئلہ ہے،یہ وہ ظالمانہ رسم ورواج ہے جس نے معاشرہ کی بنیادوں کو ہلا کر رکھ دیا ہے اور سماج کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے،اِس ناروا رسم ورواج کی وجہ سے جو واقعات سامنے آرہے ہیں ان میں سے ہر واقعہ ایسا ہے جس کو سن کر اور پڑھ کر درد مند انسان کا جگر کانپنے لگتا ہے،بدن کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں اور کلیجہ منھ کو آنے لگتا ہے۔

آئے دن اخبارات میں یہ خبر شائع ہوتی ہے کہ فلاں مقام پر جہیز نہ ملنے کی وجہ سے نئی نویلی دلہن کو قتل کر دیا گیا، تو فلاں جگہ پر جہیز نہ لانے کی پاداش میں بہو کے جسم پر پٹرول چھڑک کر اس کو آگ کے حوالہ کر دیا گیا، کبھی یہ خبر شائع ہوتی ہے کہ جہیز کا انتظام نہ ہونے کی وجہ سے باپ نے مجبور ہو کر خود اپنی بیٹیوں کا گلا گھونٹ دیا، تو کبھی یہ پڑھ کر کلیجہ پھٹ جاتا ہیکہ باپ کی غریبی اور مفلسی کو دیکھ کر معصوم دوشیزاؤں نے خود ہی اپنی جان لے لی، جیسا کہ شاعر کہتا ہے کہ

دیکھی جو گھر کی غربت تو چپکے سے مرگئی
ایک بیٹی اپنے باپ پہ احسان کرگئی

الغرض! اس ظالمانہ رسم ورواج کی وجہ سے صنف نازک پر جو ظلم وستم ڈھائے جاتے ہیں اس کی ایک طویل فہرست ہے جو کبھی اخبارات کی زینت بنتی ہے تو کبھی زیر زمین دفن کر دی جاتی ہے۔

دختران قوم وملت!

جہیز کے سلسلہ میں اسلامی نقطۂ نظر بالکل واضح ہے، اسلام نے نکاح میں تمام مالی ذمہ داریاں مردوں پر رکھی ہے، چنانچہ مہر مرد کے ذمہ ہے، ولیمہ مرد ہی کو کرنا ہے، بیوی کے نفقہ کی ذمہ داری مرد پر ہے، بچوں کی پرورش کا بوجھ بھی مرد ہی کو برداشت کرنا ہے، اسکے برعکس عورتوں پر نکاح کے باب میں کوئی بھی مالی ذمہ داری نہیں ہے، جس سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ شرعی اعتبار سے نکاح کے سارے اخراجات صرف مردوں پر لازم ہیں، اور عورتوں پر کچھ بھی لازم نہیں ہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ

جہیز اسلامی نہیں بلکہ غیر شرعی عمل اور ہندوانہ رسم ہے، جسکو اپنانے سے ہندوؤں کی مشابہت لازم آتی ہے، جہیز کی وجہ سے انسان کے اندر حرص وطمع اور خود غرضی جیسی

بیماریاں پیدا ہوتی ہیں، جہیز معاشرہ میں ظلم و جبر، خون خرابہ اور خودکشی جیسی خرابیاں پیدا ہونے کا سبب ہے۔

جہیز دینی بیزاری اور دینی بے حسی کا پیش خیمہ ہے، جہیز کی وجہ سے کتنے ہی گھرانے بکھر کر تباہ و برباد ہو گئے ہیں، جہیز کی وجہ سے کتنے ہی والدین نے خود اپنے ہاتھوں سے اپنی بچیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے، جہیز کی وجہ سے کتنی ہی لڑکیاں جسم فروشی کا پیشہ اپنا چکی ہیں، تو کتنی ہی دوشیزائیں سسک سسک کر، گھٹ گھٹ کر اور خون کے آنسو بہا بہا کر سانسیں لے رہی ہیں۔

لہذا! اے ملت کی غیور ماؤں اور بہنوں!

ہاتھ اٹھاؤ اور یہ عہد کرو کہ ہم اپنے معاشرہ سے رسمِ جہیز کو مکمل طور پر مٹانے کی بھرپور کوشش کریں گے اور شادی کو اتنا آسان بنائیں گے کہ کوئی بھی بیٹی اپنے باپ کے لیے بوجھ نہیں ہوگی، میں اس شعر کے ساتھ اپنی بات مکمل کرتی ہوں کہ

گھر بیچ کر غریب کب تک بیاہے گا بیٹیاں
کبتک یہ جہیز یوں ہی کھائے گا بیٹیاں
ایسا ہی چلن سماج میں رہا تو ایک دن
پھر سے باپ زندہ دفنائے گا بیٹیاں

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

اولاد کی تربیت ضروری ہے

اَلْحَمْدُ لِوَلِيِّهٖ،وَالصَّلوٰةُ وَالسَّلامُ عَلٰی نَبِيِّهٖ.أمّا بَعْدْ!قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ:مَا نَحلَ وَالِدٌ وَلَدًا مِنْ نَحْلٍ اَفْضَلَ مِنْ اَدَبٍ حَسَنٍ.(ترمذی)

ادب سے ہی انسان انسان ہے
ادب جو نہ سیکھے وہ حیوان ہے

قابل احترام خواتین اسلام!

اللہ تعالی نے انسان کو جن نعمتوں سے نوازا ہے ان میں سب سے بڑی نعمت اولاد کی نعمت ہے، بچے خواہ لڑکے ہوں یا لڑکیاں؛ اللہ تعالی کی عظیم نعمت ہیں، بچے ہماری تمناؤں اور آرزؤں کے محور و مرکز ہیں، بچے کھلتے ہوئے پھول، چمکتے ہوئے تارے اور بام عروج کو پہنچے ہوئے چاند کے مانند ہیں، بچے ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک، ہمارے دلوں کے سرور اور ہمارے مستقبل کی امیدیں ہیں، بچے زندگی کے ما حصل، خوش بختی کے نشان اور سرفرازی کی علامت ہیں، بچے بے قراری میں قرار، بے چینی میں چین، پریشانی میں سکون اور رنج والم میں شادمانی کے باعث ہیں۔

بچے ماں باپ کی زندگی، بھائی بہنوں کے پیار، گھر کی رونق، محلے کی زینت اور بستی کی شان ہیں، بچے معصومیت کے پیکر، بے گناہی کے نمونے اور سادگی کے مجسمے ہیں، بچے گھر کی بہار، رونق ہستی، دم زندگی اور جانِ محفل ہیں، بچے کے بغیر زندگی ایک اجڑا ہوا گلستاں ہے، جس میں نہ دلکشی ہے نہ خوبصورتی، نہ دل آویزی ہے نہ دل بستگی، بچے کے بغیر زندگی بے کیف، بے سود اور ادھوری محسوس ہوتی ہے، بچے ہی سے زندگی میں بہار اور دل کشی ہے اور بچے ہی سے ہمارے دن روشن اور ہماری راتیں آباد ہیں۔

دختران قوم وملت!

بچوں کی انہیں خصوصیات اور خوبیوں کی وجہ سے شریعت اسلامیہ میں بچوں کی تعلیم وتربیت پر خصوصی توجہ دی گئی ہے،اور والدین کی سب سے بڑی ذمہ داری یہ قرار دی گئی ہے کہ وہ اپنے بچوں کی صحیح تعلیم و تربیت کریں،انھیں بنیادی اسلامی تعلیمات سے آگاہ کریں،ان کی فکری نشو ونما کریں اوران کے صاف وشفاف ذہن کی تختی پر ایمان وعقیدہ کوایسا ثبت کردیں کہ وہ مرتے دم تک اسی پر قائم رہیں۔

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اپنی اولاد کواوامر پر چلنے اور نواہی سے بچنے کا حکم دو،یعنی اپنی اولاد کواسکی تعلیم دو کہ وہ بس وہی کام کریں جن کے کرنے کا اللہ تعالی نے حکم دیا ہے اور جن سے اللہ نے منع کیا ہے ان سے رک جائیں،دوسری حدیث میں ہے کہ کسی بھی باپ نے اپنی اولاد کواچھے ادب سے بہتر کوئی تحفہ نہیں دیا،یعنی باپ کی طرف سے اولاد کیلئے سب سے بہتر تحفہ یہ ہیکہ وہ اسے ادب سکھائے،اس کی اچھی تربیت کرے اوراسے دینی تعلیم دے،تیسری حدیث میں ہے کہ تم میں سے جوکوئی اپنی اولاد کی تربیت کرے تو یہ عمل اس کے لئے ایک صاع صدقہ کرنے سے زیادہ بہتر ہے۔

لیکن افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ

یوں تو ہم اپنے بچوں سے بے انتہا محبت کرتی ہیں،ان کی خوشی اور راحت کا پورا خیال رکھتی ہیں،ان کا دل بہلانے کا مکمل سامان مہیا کرتی ہیں،ان کو پیسے اور قیمتی تحفے دیتی ہیں،ان کی معاشی زندگی کو بہتر بنانے کے لیے خون پسینہ ایک کردیتی ہیں، مگر ہم ان کی دینی تعلیم کی کوئی فکر نہیں کرتی ہیں،ان کی اسلامی تربیت کا ذرا بھی خیال نہیں کرتی ہیں اوران کی آخرت کوسنوارنے کی بالکل پرواہ نہیں کرتی ہیں۔

اسی وجہ سے آج کی اولاد فرماں بردار کم اورنافرمان زیادہ ہورہی ہیں،جن اولاد کو والدین کے بڑھاپے کا سہارا بننا چاہئے وہ انہیں گھر سے نکال کر اولڈ ہوم بھیج رہی

ہیں، جن اولاد کو والدین کے لیے باعثِ رحمت بننا چاہئے وہ ان کے لئے سببِ زحمت بن رہی ہیں، جن اولاد کو والدین کے سامنے نظریں جھکا کر پست آواز میں بات کرنی چاہئے وہ ان کے سامنے سینہ تان کر اونچی آواز میں بات کر رہی ہیں، جس بیٹی کو باپ کے سامنے پیکرِ حیاء بن کر رہنا چاہئے وہ سوشل میڈیا پر اپنی چادرِ حیاء اتار کر والدین کو سرِ عام رسوا کر رہی ہے، ان ساری برائیوں اور خرابیوں کی بنیاد اور جڑ یہ ہے کہ ہم بچپن میں ان کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ نہیں دیتے ہیں، جس کی وجہ سے ان کی اصلاح نہیں ہو پاتی اور وہ ہمارے لیے دردِ سر بن جاتی ہیں۔

اخیر میں تمام مسلمان ماؤں سے یہ عرض ہے کہ اگر آپ اپنی اولاد کو تحفۂ خداوندی اور نعمتِ الٰہی بنانا چاہتی ہیں، اگر آپ اپنی اولاد کو اپنے لئے باعثِ رحمت، ذریعۂ سکون اور سببِ خیر و برکت بنانا چاہتی ہیں، اگر آپ اپنی اولاد کو اپنے لئے سرمایۂ نجات اور توشۂ آخرت بنانا چاہتی ہیں، تو پھر آپ پر لازم ہے کہ بچپن ہی میں ان کی تربیت پر خصوصی توجہ دیں، کیوں کہ بچپن کی تربیت نقش علی الحجر ہوتی ہے، چنانچہ بچپن میں اگر بچہ کی دینی اور اخلاقی تربیت کی گئی تو بڑا ہونے کے بعد بھی وہ اس پر عمل پیرا رہیگا، اس کے برعکس اگر بچپن میں اس کی تربیت پر توجہ نہ دی گئی تو بڑا ہونے کے بعد اس سے خیر کی زیادہ توقع نہیں کی جاسکتی۔

لہذا! اپنی اولاد کی تربیت پر خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے، اللہ تعالی ہماری اولاد کو ہمارے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک اور توشۂ آخرت بنائے، آمین

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

مثالی عورت کی بہترین صفات

اَلْحَمْدُ لِوَلِیِّہٖ،وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّہٖ. أمّا بَعْدُ!فَأعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیْمْ،بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمْ:قَدْ أفْلَحَ الْمُؤمِنُونْ،ألَّذِیْنَ ھُمْ فِی صَلاتِھِمْ خَاشِعُونْ،وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ،وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِلزَّکٰوۃِ فَاعِلُوْنْ.(سورۃ المؤمنون:۱،۲،۳)

قابلِ احترام معزز خواتین اسلام!

میں نے خطبہ کے اندر جن آیات کی تلاوت کی ہے وہ سورۃ المؤمنون کی ابتدائی آیات ہیں،ان آیات میں اللہ تعالی نے مرد وعورت کے لئے ان بنیادی صفات کا ذکر فرمایا ہے جن کے بارے میں حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص وہ ساری باتیں اپنے اندر پیدا کرلے تو وہ سیدھا جنت میں چلا جائے،چنانچہ آج کی اس محفل میں اُن اوصاف کو میں بیان کرنا چاہتی ہوں جنہیں اپنا کر کوئی بھی عورت ایک مثالی عورت بن سکتی ہے،ان اوصاف کو آپ بھی سنیں اور اپنے اندر پیدا کرنے کی بھرپور کوشش کریں۔

دخترانِ قوم وملت!

سورۃ المؤمنون کی ابتدائی آیات میں اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں کہ وہ ایمان والے یقیناً کامیاب ہیں جو اپنی نماز میں خشوع کرتے ہیں،یعنی نماز میں ظاہری اعضاء کو جھکانے کے ساتھ ساتھ دل کو بھی عاجزی کے ساتھ جھکائے رکھتے ہیں اور دل کو نماز کی طرف پورے طور پر متوجہ رکھتے ہیں۔وہ مومنین کامیاب ہیں جو لغو چیزوں سے منھ موڑے ہوئے ہیں،یعنی جس قول وفعل میں نہ دنیا کا فائدہ ہو اور نہ آخرت کا،ایسے قول وفعل سے اپنے آپ کو بچائے ہوئے رکھتے ہیں۔

وہ مومنین کامیاب ہیں جو زکوۃ ادا کرتے ہیں،یعنی اللہ تعالی نے انہیں جو مال

عطا کیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔وہ مومنین کامیاب ہیں جو بیوی اور باندی کے علاوہ سبھوں سے اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔وہ مومنین کامیاب ہیں جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کا پاس ولحاظ رکھتے ہیں، یعنی جب ان کے پاس امانت رکھی جاتی ہے تو وہ اس میں خیانت نہیں کرتے ہیں اور جب وہ کسی سے عہد و پیمان کرتے ہیں تو اسے پورا کرتے ہیں۔وہ مومنین کامیاب ہیں جو اپنی نمازوں کی پوری نگرانی رکھتے ہیں، یعنی نماز کو پورے شرائط و آداب کے ساتھ وقت کی رعایت کرتے ہوئے پڑھتے ہیں اور اس سلسلہ میں کسی بھی قسم کی سستی وکوتاہی اور لاپرواہی نہیں برتتے ہیں۔

خواتین اسلام!

ان اوصاف کے علاوہ مثالی عورت کے جو اوصاف قرآن مجید کی دیگر آیات اور مختلف احادیث مبارکہ میں بیان کئے گئے ہیں ان کا خلاصہ یہ ہیکہ مثالی عورت وہ ہوتی ہے جو نیک عمل کرنے کے بعد اس کی قبولیت کے لیے فکرمند رہتی ہے اور جب اس سے کوئی برائی سرزد ہوجاتی ہے تو وہ اس کو یاد کرکے روتی رہتی ہے اور فوراً خدا سے معافی مانگ لیتی ہے، مثالی عورت وہ ہوتی ہے جو رحمتِ خداوندی کی امیدوار ہوتی ہے، اس کی رحمت سے نہ تو کبھی ناامید ہوتی ہے اور نہ ہی خود کو مومنہ سمجھ کر بے خوف ہوجاتی ہے، بلکہ ہروقت عذابِ الٰہی سے ڈرتی رہتی ہے اور جہنم سے بچاؤ کے لیے فکرمند ہوکر دعائیں کرتی رہتی ہے۔

مثالی عورت وہ ہوتی ہے جو اپنے والدین کا انتہائی ادب واحترام کرتی ہے، ان کی خدمت کرتی ہے، ان کے سامنے جھک کر کھڑی ہوتی ہے، ان سے نرم اور دھیمی لہجہ میں گفتگو کرتی ہے، ان کی خوشیوں اور راحت و آرام کا بھرپور خیال رکھتی ہے، اور رب کے حضور ان کے حق میں دعاء خیر کرتی رہتی ہے۔مثالی عورت وہ ہوتی ہے جو اپنی پڑوسن عورتوں کے ساتھ بہتر سلوک کرتی ہے، ان کے حقوق کا مکمل پاس و لحاظ رکھتی ہے، پڑوسن کے بیمار ہونے کی صورت میں ان کی عیادت اور مزاج پُرسی

کرتی ہے اور انتقال ہو جانے کے بعد ان کے لئے دعاء مغفرت کرتی رہتی ہے۔

مثالی عورت احکامِ خداوندی کو بجالانے کا پورا اہتمام کرتی ہے، چنانچہ خوشی ہو یا غم، ہر موقع پر وہ ہمیشہ سچ بولتی ہے، مصیبت اور دکھ کی گھڑی میں صبر کرتی ہے، اللہ کی خاطر محبت کرتی ہے اور اسی کی خاطر دوری بھی اختیار کرتی ہے، سلام میں پہل کرتی ہے، کسی سے ملتی ہے تو خندہ پیشانی اور مسکراہٹ کے ساتھ ملتی ہے، کسی سے وعدہ کرتی ہے تو اس کو پورا کرتی ہے، کوئی خاتون اس کے ساتھ غلط کرتی ہے تو وہ اسے معاف کر دیتی ہے، دوسروں کے ساتھ ہمدردی اور خیر خواہی کا جذبہ رکھتی ہے اور ہر ایک کے ساتھ عدل وانصاف کا معاملہ کرتی ہے۔

مثالی عورت اللہ کی نافرمانی سے پورے طور پر بچتی ہے، چنانچہ نہ اللہ کی ذات و صفات میں وہ کسی کو شریک کرتی ہے اور نہ ہی عبادت میں ریاکاری کرتی ہے، نہ جھوٹ بولتی ہے اور نہ ہی کسی کی غیبت کرتی ہے، نہ کسی پر بہتان لگاتی ہے اور نہ ہی کسی کا مذاق اڑاتی ہے، نہ تکبر کرتی ہے اور نہ ہی دل میں حسد وکینہ رکھتی ہے، نہ والدین کی نافرمانی کرتی ہے اور نہ ہی رشتوں کو توڑتی ہے، نہ پڑوسنوں کو تکلیف دیتی ہے اور نہ ہی کسی کی حق تلفی کرتی ہے، نہ شراب پیتی ہے اور نہ ہی حرام کھاتی ہے، نہ کسی کا مال چراتی ہے اور نہ ہی کسی کے مال میں خیانت کرتی ہے، نہ کسی پر احسان جتلاتی ہے اور نہ ہی کسی کے ساتھ دھوکہ کرتی ہے، نہ کسی پر ظلم کرتی ہے اور نہ ہی کسی سے جھگڑا کرتی ہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ

مثالی عورت ہر اس نیک کام کو کرنے کی بھرپور کوشش کرتی ہے جس سے اللہ تعالی راضی ہوتے ہیں اور ہر اس برائی سے بچتی ہے جس سے اللہ تعالی ناراض ہوتے ہیں، اللہ تعالی سے دعاہے کہ وہ ہمیں مثالی عورت بننے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

بیٹی ایک انمول تحفہ ہے

☆ اس مکالمہ میں پانچ لڑکیاں رہیں گی ،فرحانہ ماں کا کردار، ماہ جبیں بیٹی کا کردار، راضیہ اور ناہدہ طعنہ دینے والی کا کردار اور عائشہ معلّمہ کا کردار نبھائیں گی۔ اسٹیج کی ایک طرف سے فرحانہ اپنی گود میں کوئی بچی یا گڑیا لیکر آئے اور اسٹیج کی دوسری طرف سے راضیہ خاتون اور ناہدہ خاتون آکر مکالمہ شروع کرے۔

راضیہ خاتون: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

فرحانہ خاتون: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

راضیہ خاتون: کیا بات ہے فرحانہ! آج تم بہت خوش نظر آرہی ہو، ایسا لگتا ہے کہ کسی کمپنی کی طرف سے تمہیں بہت بڑا آفر ملا ہے، یا شاید تم اس گاؤں کی مکھیائن بن گئی ہو، اسی لئے خوشی و مسرت میں جھوم رہی ہو۔

فرحانہ خاتون: میری پیاری بہن! یقیناً میں آج بہت خوش ہوں، لیکن میری خوشی کی وجہ یہ نہیں ہے کہ مجھے کسی کمپنی کی طرف سے آفر ملا ہے اور نہ ہی میں مکھیائن کا الیکشن لڑی ہوں کہ جیتنے یا ہارنے کی بات آئے، بلکہ میری خوشی کی وجہ یہ ہے کہ آج اللہ تعالی نے مجھے ایک چاند سی بیٹی عطا کی ہے، اسی لئے میں آج اتنی خوش نظر آرہی ہوں۔

ناہدہ خاتون: ارے فرحانہ! ذرا سنبھل کے! تم تو اتنی خوش ہورہی ہو جیسے تمہیں بیٹی نہیں بلکہ بیٹا پیدا ہوا ہو، کیا تم دنیا کا یہ دستور نہیں جانتی ہو کہ بیٹی کی پیدائش پر خوشی نہیں بلکہ دکھ منایا جاتا ہے اور اِس زمانہ میں بیٹی کا پیدا ہونا والدین کے لئے باعث ذلت اور رسوائی کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔

فرحانہ خاتون: استغفر اللہ! استغفر اللہ! مجھے معلوم نہیں تھا کہ تم بھی انھیں عورتوں میں سے ہو جو بیٹی کو قدرت کا عظیم تحفہ سمجھنے کے بجائے ایک بوجھ سمجھتی ہیں، ارے نادان عورت! کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ بیٹی کی پیدائش سے ناخوش ہونا کفر وشرک اور زمانۂ جاہلیت کی باتیں ہیں؟

کیا تم نہیں جانتی ہو کہ اسلام میں بیٹیوں کی پرورش اور ان کے ساتھ حسن سلوک کرنے پر جنت کی بشارت دی گئی ہے؟

ناہدہ خاتون: دیکھو فرحانہ! تمہاری یہ تمام باتیں درست ہیں، لیکن اس زمانہ میں بیٹی اللہ کی رحمت نہیں بلکہ ایک زحمت ہے، بیٹی قدرت کا انمول تحفہ نہیں بلکہ ایک بوجھ ہے، بیٹی والدین کے لئے باعث سکون نہیں بلکہ سکون وراحت کو ختم کرنے والی ایک بری بلا ہے، بیٹی والدین کی نور نظر نہیں بلکہ والدین کی آنکھوں میں رات دن آنسو لانے کا ذریعہ ہے، اس لئے میرا مشورہ تو یہی ہے کہ اس بچی کو کہیں جا کر ندی وغیرہ میں پھینک دو۔

فرحانہ خاتون: لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم! تم عورت ہو یا شیطان! انسان ہو یا جانور! یہ الفاظ کہتے ہوئے تمہاری زبان کیوں نہیں کانپی؟ ذرا سوچو! اگر تمہاری پیدائش کے بعد تمہارے والدین تمہیں کسی ندی یا تالاب میں پھینک دیتے تو آج تمہاری ایک بوٹی بھی یہاں موجود نہ ہوتی، اور تم میری بچی اور میری نور نظر کو ندی اور تالاب میں پھینکنے کی بات کر رہی ہو، میری نظروں سے تم دونوں اسی وقت دور ہو جاؤ، تم جیسی عورتیں انسان نہیں بلکہ درندہ کہلانے کے لائق ہیں۔

ناہدہ خاتون: ٹھیک ہے، ٹھیک ہے، ہم جا رہی ہیں، لیکن یہ بات یاد رکھنا کہ ایک نہ ایک دن تمہیں اس بیٹی کی پیدائش پر ضرور افسوس ہوگا۔

☆ اب فرحانہ اپنی بچی کو گود میں لیکر لوری کی طرز میں یہ نظم پڑھے گی:

دل کی ٹھنڈک اور آنکھوں کی ضیاء ہیں بیٹیاں جل کے خود جو روشنی دے وہ دیا ہیں بیٹیاں
کوئی پوچھے قدر ان سے جو یہاں محروم ہیں وہ سمجھتے ہیں بتائیں گے کہ کیا ہیں بیٹیاں
ہیں پرایا دھن مگر اپنی ہی رہتی ہیں سدا بڑھ کے بیٹوں سے بڑھاپے کا عصا ہیں بیٹیاں
بیٹیوں کو بار (بوجھ) سمجھے جو بڑا بدبخت ہے رحمت رَبّی ہیں اللہ کی رضاء ہیں بیٹیاں
گھر کی خوشیاں رونقیں سب انکے دم سے ہیں رَواں جو نصیبوں کو بدل دے وہ دعا ہیں بیٹیاں

☆ اس کے بعد فرحانہ بھی چلی جائے گی اور معلّمہ عائشہ آکر درج ذیل گفتگو کرے گی:

میری ماؤں اور بہنوں! جیسا کہ آپ نے دیکھا کہ کچھ عورتیں بیٹی کو قدرت کا شاہکار تحفہ نہیں بلکہ منحوس، بوجھ، باعث ذلت اور ایک بلا سمجھتی ہیں، حالاں کہ بیٹی گھر کی رونق اور عزت ہوتی ہے، بیٹی گھر کی زینت اور شان ہوتی ہے، بیٹی والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کا سرور ہوتی ہے، بیٹی خوش بختی کی نشان اور سرفرازی کی علامت ہوتی ہے، بیٹی کے بغیر گھر قبرستان کی طرح اندھیرا لگتا ہے، بیٹی اور پھول میں کوئی فرق نہیں ہوتا ہے، بیٹی محبت کی پیکر اور شفقت کا مجسمہ ہوا کرتی ہے، بیٹی خاندان کی چشم و چراغ اور بڑھاپے کا سہارا ہوتی ہے،لیکن افسوس ہے ان لوگوں پر جو بیٹے کی پیدائش پر تو خوب خوشیاں مناتے ہیں اور پورے محلّہ میں مٹھائیاں تقسیم کرتے ہیں،لیکن جب انھیں بیٹی پیدا ہوتی ہے تو ان کے چہرہ کی رنگت اس طرح اتر جاتی ہے کہ گویا وہ ابھی جیل سے رہا ہوکر آئے ہوں یا انھیں دن میں ہی تارے نظر آ گئے ہوں، آیئے! ہم آپ کو پھر سے اسی محلّہ میں لے چلتے ہیں، اب فرحانہ خاتون کی بیٹی ماہ جبیں ۱۵/سال کی ہوگئی ہے اور وہ الحمدللہ! ڈاکٹرنی بن چکی ہے۔

☆ اس کے بعد عائشہ اسٹیج سے اتر جائیگی، تھوڑی دیر بعد راضیہ اور ناہدہ اسٹیج کی ایک طرف سے اور فرحانہ، عائشہ اسٹیج کی دوسری طرف سے آکر درج ذیل گفتگو کریں گی:

ناہدہ خاتون: کیا بات ہے فرحانہ؟ بہت جلدی میں ہو، خیر تو ہے، اس قدر تیز رفتاری کے ساتھ کہاں جا رہی ہو اور تمہارے ساتھ یہ لڑکی کون ہے؟

فرحانہ خاتون: تمھیں اس سے کیا مطلب؟ تم تو بیٹی سے نفرت کرنے والی عورتوں میں سے ہو، لیکن اگر تم جاننا ہی چاہتی ہو تو سن لو، یہ میری بیٹی (ماہ جبیں) ہے اور یہ وہی لڑکی ہے جس کی پیدائش پر تم نے مجھے طعنہ دیا تھا، لیکن الحمدللہ! میری اس بیٹی نے پورے اسکول میں ٹاپ نمبرات سے ڈاکٹریت کی ڈگری حاصل کی ہے، اب میں اس کے لئے اِسی گاؤں میں ایک ہسپتال بنانے جا رہی ہوں، جس میں میری بیٹی تمام مریضوں کا مفت علاج کیا کرے گی، ان شاء اللہ! بس اسی سلسلہ میں ڈی آئی جی سر سے کچھ باتیں کرنے جا رہی ہوں، اسی لئے میں جلدی میں ہوں۔

ناہدہ خاتون: اچھا! تو تمہاری بیٹی سچ مچ اتنی سمجھدار اور قابل بن چکی ہے، مجھے تو اپنی آنکھوں پر یقین ہی نہیں ہو رہا ہے۔

فرحانہ خاتون: تمہیں یقین ہونے یا نہ ہونے سے کیا فرق پڑتا ہے، خدا نہ کرے کہ تمہارے یا تمہارے گھر کے کسی فرد کے ساتھ کل کوئی حادثہ پیش آجائے اور علاج کے لئے تمہیں میری بیٹی کے ہسپتال کا چکر لگانا پڑے۔

☆ اس کے بعد ناہدہ اور فرحانہ چلی جائیں گی اور راضیہ بیمار بن کر اسٹیج ہی پر ایک طرف لیٹ جائیگی، تھوڑی دیر کے بعد ایک طرف سے ناہدہ اور دوسری طرف سے فرحانہ آ کر درج ذیل گفتگو کریں گی:

فرحانہ خاتون: کیا بات ہے ناہدہ! اتنی پریشان کیوں نظر آرہی ہو، اور تمہاری آنکھوں سے آنسو کیوں نکل رہے ہیں، کیا کوئی مصیبت پیش آگئی ہے۔

ناہدہ خاتون: ہاں فرحانہ! بہت بڑی مصیبت پیش آگئی ہے، کچھ ہفتوں سے میری سہیلی راضیہ کے پیٹ میں درد رہتا ہے، یہاں سے پٹنہ تک کئی ڈاکٹروں سے علاج کرا چکی ہوں، لیکن شفاء کی کوئی امید نہیں ہے، ابھی اس کی حالت بہت نازک ہے اور آس پاس کوئی ڈاکٹر بھی نہیں دکھائی دے رہا ہے۔

فرحانہ خاتون: تم گھبراؤ مت، میں اسی وقت اپنی بیٹی کو فون کر کے بلاتی ہوں۔

☆ اس کے بعد فرحانہ اپنی بیٹی کو فون کریگی، سلام اور خیریت پوچھنے کے بعد درج ذیل گفتگو کریگی:

فرحانہ خاتون: میری نور نظر! تم ابھی کہاں ہو اور کیا کر رہی ہو؟

ماہ جبیں: امی جان! میں ہسپتال میں ہوں، ایک بیمار عورت کا ابھی ابھی آپریشن کر کے فارغ ہوئی ہوں، کوئی خدمت ہو تو بتایئے امی جان!

فرحانہ خاتون: میری نور نظر! جلدی سے ناہدہ کی سہیلی راضیہ خالہ کے گھر آجاؤ، ان کی طبیعت بہت خراب ہے، جلدی سے آجاؤ بیٹی، جلدی سے آجاؤ۔

ماہ جبیں: ٹھیک ہے امی! آپ گھبرایئے مت، میں ابھی آتی ہوں۔

☆ ماہ جبیں اپنے ساتھ انجکشن وغیرہ لیکر آئے اور راضیہ کو انجکشن دینے کے بعد اس سے کہے:

ماہ جبیں: خالہ جان! میں نے انجکشن دیدی ہے، یہ دوائیاں لیجئے، ان میں سے ایک ایک گولی صبح و شام کھایئے گا، ان شاء اللہ بہت جلد آپ ٹھیک ہو جائیں گی

راضیہ خاتون: بیٹی مجھے معاف کر دو! میں نے تمہاری پیدائش کے وقت تمہاری ماں کو مبارکباد دینے کے بجائے بہت ہی الٹی سیدھی باتیں کہی تھیں، اس وقت مجھے بیٹیوں سے بہت نفرت تھی، لیکن تمہاری شہرت اور صلاحیت کو دیکھ کر میری آنکھیں کھل گئیں ہیں، میں وعدہ کرتی ہوں کہ آئندہ میں بیٹیوں کے ساتھ محبت سے پیش آؤں گی، پلیز مجھے معاف کر دو بیٹی! پلیز!۔

ماہ جبین: مجھے آپ سے کوئی شکایت نہیں ہے خالہ جان! مگران عورتوں سے جو بیٹی کو ایک بوجھ سمجھتی ہیں میں صاف صاف کہنا چاہتی ہوں کہ آخر! آپ کے یہاں بیٹیوں کو وہ مقام کیوں نہیں دیا جاتا ہے جو آپ اپنے بیٹوں کو دیتی ہیں، بیٹوں کو عمدہ قسم کے کھلونے اور عمدہ قسم کے لباس دیئے جاتے ہیں لیکن بیٹیوں کو سستے اور کم قیمت کے کپڑے دیئے جاتے ہیں، بیٹوں کی تعلیم کے لئے پرائیوٹ اور معیاری اسکول کا انتخاب کیا جاتا ہے اور بیٹیوں کے لئے سرکاری اور غیر معیاری اسکول کا انتخاب کیا جاتا ہے، بیٹا اگر اچھا نمبر لے آئے تو اسے خوب مبارکباد دی جاتی ہے اور اسے قیمتی تحفے دیئے جاتے ہیں، لیکن بیٹی کے کامیاب ہونے پر تحفہ تو بہت دور کی بات ہے ان کے لیے زبان سے تعریفی کلمات بھی مشکل سے ادا ہوتے ہیں، آخر! آپ کے یہاں بیٹوں اور بیٹیوں کے درمیان اتنا فرق کیوں کیا جاتا ہے، کیا ہم بیٹیاں پڑھنے لکھنے میں تیز اور ذہین نہیں ہوتی ہیں؟ کیا ہم بیٹیاں ماں باپ کی خدمت کرنے والی نہیں ہوتی ہیں؟ کیا ہم بیٹیاں والدین کا نام روشن نہیں کر سکتی ہیں؟ کیا ہم بیٹیوں کے اندر قوم وملت کے لئے خدمت کا کوئی جذبہ نہیں ہوتا ہے؟ اگر ان سب سوالوں کا جواب آپ کے یہاں ہاں ہے تو پھر آپ وعدہ کیجئے کہ آج سے آپ محبت، لباس اور تعلیم وتربیت میں بیٹوں اور بیٹیوں کے درمیان کوئی فرق نہیں کریں گی۔

☆ اس کے بعد سبھی طالبات اس نظم کو مل کر پڑھیں:

بیٹیاں زخم سہ نہیں پاتیں ☆ بیٹیاں درد کہ نہیں پاتیں
بیٹیاں آنکھ کا ستارا ہیں ☆ بیٹیاں درد میں سہارا ہیں
بیٹیوں کو ہراس مت کرنا ☆ ان کو ہرگز اُداس مت کرنا
بیٹیاں دل کی صاف ہوتی ہیں ☆ گویا کھلتا گلاب ہوتی ہیں
بیٹیاں عکس اپنی ماؤں کا ☆ بیٹیاں ہیں ثمر دعاؤں کا
بیٹیوں کو سزائیں مت دینا ☆ ان کو غم کی قبائیں مت دینا
بیٹیاں چاہتوں کی پیاسی ہیں ☆ یہ پرائے چمن کی باسی ہیں
بیٹیاں بے وفا نہیں ہوتیں ☆ یہ کبھی بھی خفا نہیں ہوتیں

☆ اس کے بعد سبھی طالبات بیک زبان یا صرف معلّمہ عائشہ یہ پیغام دے:

تمام طالبات: یا صرف معلّمہ عائشہ: آیئے! ہم سب مل کر یہ وعدہ کرتی ہیں کہ آج سے ہم اپنی بیٹیوں کو خدا کی عظیم نعمت اور انمول تحفہ سمجھیں گے اور جس طرح بیٹے کی پیدائش پر مسرت کا اظہار کرتے ہیں اس سے کہیں زیادہ بیٹیوں کی پیدائش پر خوشی کا اظہار کریں گے، یہی اس مکالمہ کا پیغام ہے اور اسی مقصد سے یہ مکالمہ تیار کیا گیا ہے، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

ضروری نہیں کہ روشنیاں چراغوں سے ہوں
بیٹیاں بھی تو گھر میں اجالا ہوا کرتی ہیں
مہتاب ہیں گلاب ہیں صندل ہیں بیٹیاں
بادِ صبا ہیں خوشبو ہیں بادل ہیں بیٹیاں

زمانے بھر میں بڑھی گھر کی شان بیٹی سے مہکتا رہتا ہے دل کی جہان بیٹی سے
ضروری یہ نہیں بیٹیوں سے نام روشن ہو میرے نبی کا چلا خاندان بیٹی سے

ساس بہو کے جھگڑے

☆ اس مکالمہ میں دولڑکیاں رہیں گی، سعیدہ معلّمہ کا کرداراور زیبا ساس کا کردار نبھائیں گی۔

سعیدہ اصغری: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

زیباپروین: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سعیدہ اصغری: کیا بات ہے زیبا! آج تمہارا چہرہ غصہ سے کیوں اتنا تلملا رہا ہے، ایسا لگ رہاہے کہ تمہارے اوپر بہت بڑی مصیبت نازل ہوگئی ہے۔

زیباپروین: کیا بتاؤں سعیدہ! جب سے وہ چُڑیل میرے گھر میں آئی ہے، میرا جینا حرام ہوگیا ہے، اس کی وجہ سے گھر میں میرا دل نہیں لگتا ہے، ہر وقت مجھ پر ایک خوف سوار رہتا ہے، اس لیے میں اپنے گھر کے بجائے سڑکوں پر اور پڑوسن کے گھر میں زیادہ وقت گزارتی ہوں۔

سعیدہ اصغری: اس میں اس قدر گھبرانے کی کیا ضرورت ہے، تین بار آیت الکرسی پڑھ کر پانی پر دم کرکے سارے گھر میں اس پانی کو چھڑک دو، ان شاءاللہ تیرے گھر کے سارے بھوت، جنات اور چڑیل جل جائیں گے۔

زیباپروین: ارے بیوقوف! میں اس چڑیل کی بات نہیں کررہی ہوں، جو جنگل قبرستان اورسنسان جگہوں میں رہتی ہیں، بلکہ میں اپنی چڑیل بہو (ترنم خاتون) کی بات کررہی ہوں جس نے میرا جینا محال کررکھا ہے، پتہ نہیں کس منحوس کا چہرہ دیکھ کر میں اس سے اپنے بیٹے کا رشتہ کرنے کے لیے گئی تھی جو مجھے اتنی بڑی سزامل رہی ہے۔

سعیدہ اصغری: تم بھی کمال کرتی ہو زیبا! یہ بھی کوئی طریقہ ہے کہ کسی کو اس کے نام کے بجائے چڑیل کہکر بلایا جائے، حالاں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس بات سے منع کیا ہے کہ کوئی انسان کسی کو برے لقب سے پکارے، اور تمہاری بہو تو لاکھوں میں ایک ہے، اس کی شکل تو آفتاب وماہتاب جیسی ہے، پھر اس کو چڑیل کہنا تمہارے لیے کیوں کر جائز ہوسکتا ہے؟

زیبا پروین: میں مانتی ہوں کہ اس کی شکل چودھویں کے چاند کی طرح ہے، لیکن اس کی سیرت میں اتنی خرابیاں ہیں کہ اگر ان برائیوں کو میں بیان کرنا شروع کردوں تو ہفتوں، مہینوں اور سالوں گزر جائیں گے، لیکن اس کی برائیاں ختم نہیں ہوں گی۔

سعیدہ اصغری: دیکھو زیبا! اگر کسی انسان میں برائیاں ہوتی ہیں تو اس کے اندر اچھائیاں بھی ہوتی ہیں، تمہیں اسکی برائیوں کے بجائے اس کی اچھائیاں دیکھنی چاہیے کیوں کہ اللہ تعالی فرماتے ہیں ''بے شک اچھائیاں برائیوں کو ختم کردیتی ہیں''۔

زیبا پروین: میری بہو کے اندر ایک بھی اچھائی نہیں ہے، اس کے اندر ناگن، چڑیل، جادوگرنی ہر ایک کی تمام صفات پائی جاتی ہیں، اس چڑیل نے جادوٹونا کر کے سب سے پہلے مجھ سے میرے بیٹے کو دور کیا اور اب مجھے ہر وقت چڑیل بن کر ڈراتی رہتی ہے، بچھو کی طرح ڈنک مارتی رہتی ہے اور ناگن کی طرح ڈستی رہتی ہے۔

سعیدہ اصغری: میں تمہاری بہو کو بہت اچھی طرح جانتی ہوں، میں نے اس کے اندر کوئی بھی ایسی برائی نہیں دیکھی ہے جس کی وجہ سے تم اس کو اتنے اچھے اچھے نام سے پکارو، اچھا! مجھے ایک بات بتاؤ کہ تم نے کیسے محسوس کیا کہ تمہاری بہو نے تمہارے بیٹے کو تجھ سے دور کردیا ہے، کیا تمہارا بیٹا تم سے الگ گھر میں رہتا ہے؟ یا تم سے بات چیت نہیں کرتا ہے؟

زیبا پروین: ان تینوں میں سے کوئی بھی بات نہیں ہے، میرا بیٹا میرے ساتھ ہی رہتا ہے، مجھ سے بات کیے بغیر نہ اس کا دن شروع ہوتا ہے اور نہ رات، لیکن شادی کے بعد سے اس کی ایک عادت بدل گئی ہے، وہ شادی سے پہلے ہر مہینے کی ایک تاریخ کو اپنی پوری تنخواہ مجھے دیدیتا تھا، مگر جب سے اس کی شادی ہوئی ہے وہ مجھے ہر مہینے اپنی صرف آدھی تنخواہ دیتا ہے، باقی آدھی تنخواہ وہ اپنی اس ناگن اور چڑیل بیوی پر لٹادیتا ہے۔

سعیدہ اصغری: تمہاری باتیں سن کر مجھے لگتا ہے کہ تم ایک جاہل اور بیوقوف عورت ہو، کیا تم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نہیں سنا ہے کہ شوہر کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی بیوی کو وہی کھلائے جو وہ کھاتا ہے اور اپنی بیوی کو اسی قیمت کا کپڑا پہنائے جس قیمت کا کپڑا وہ پہنتا ہے، یاد رکھو زیبا! جس طرح تمہارے بیٹے پر تمہارے حقوق ہیں، اسی طرح تمہارے بیٹے پر اس کی بیوی کے بھی حقوق ہیں، لہٰذا تمہیں تو خوش ہونا چاہیے کہ تمہارا بیٹا تم دونوں کے حقوق کو ادا کر رہا ہے، لیکن تم اپنے بیٹے اور بیوی کی تعریف کرنے کے بجائے اس کی برائی میں لگی ہوئی ہو، حالاں کہ اس میں تیری بہو کا کوئی قصور اور کوئی غلطی نہیں ہے۔

زیبا پروین: ارے تم تو میری ناگن بہو کی اس طرح تعریف کر رہی ہو جیسے کہ وہ تمہاری ہی بیٹی ہو، سچ سچ بتلاؤ سعیدہ اصغری! میری چڑیل بہو سے تمہارا کوئی رشتہ تو نہیں ہے، کہیں تم رشتہ میں اس کی خالہ، ممانی، یا پھوپھو وغیرہ تو نہیں لگتی ہو۔

سعیدہ اصغری: وہ اگر چہ میری بیٹی نہیں ہے اور نہ ہی اس سے میرا کوئی رشتہ ہے، لیکن وہ بھی میری بیٹی کی طرح ہے، مجھے بھی اللہ تعالی نے ایک بہو (خدیجہ خاتون) اور ایک بیٹی (علیمہ خاتون) سے نوازا ہے، لیکن میں اپنی بہو کو چڑیل نہیں کہتی ہوں، بلکہ اس کو اپنی بیٹی کا درجہ دیتی ہوں، جس طرح میری بیٹی اگر کوئی غلطی کرتی ہے تو محبت اور شفقت کے ساتھ اس کو سمجھاتی ہوں، اسی طرح میری بہو بھی اگر کوئی غلطی کرتی ہے تو اس کو بھی پیار سے سمجھاتی ہوں، میں تو اپنی بہو کو اللہ تعالی کی جانب سے ایک تحفہ سمجھتی ہوں، اس لیے کہ بہو کے آنے سے پہلے گھر کا سارا کام مجھے کرنا ہوتا تھا، لیکن جب سے میری بہو گھر آئی ہے، گھر کا سارا کام کاج وہی کیا کرتی ہے، اور تو اور!!! وہ میرا پیر بھی دبا دیا کرتی ہے اور سر میں مالش بھی کر دیتی ہے۔

زیبا پروین: تمہیں جس طرح رہنا ہے رہو، لیکن میں تو اپنی بہو پر حکومت کرنا چاہتی ہوں، میں اپنی بہو کو اپنے کنٹرول اور مٹھی میں رکھنا چاہتی ہوں۔

سعیدہ اصغری: دیکھو زیبا! اگر تم اپنی بہو پر حکومت کرنا چاہتی ہو تو اس کے ساتھ اچھے اخلاق اور محبت سے پیش آؤ، اگر تم طاقت کے بل بوتے اس کے دل پر راج کرنا چاہتی ہو تو یہ ممکن نہیں ہے، کیوں کہ طاقت سے صرف جسم کو کنٹرول کیا جاسکتا ہے دلوں کو فتح نہیں کیا جاسکتا، اور ایک بات مزید یاد رکھو کہ جس پڑوسن کے بہکاوے میں آ کر تم اپنی بہو کو طاقت کے دم پر مٹھی میں کرنا چاہتی ہو تو کل جب تم کمزور ہو جاؤ گی تو تمہارا سہارا تمہاری پڑوسن نہیں بلکہ تمہاری بہو بنے گی، تمہاری ضرورتوں کو تمہاری پڑوسن نہیں بلکہ تمہاری بہو پوری کرے گی، اس لیے ہوش میں آؤ، اپنی بہو کے دل میں اپنی محبت کی شمع روشن کرو اور طاقت کے بجائے محبت سے اس کے دل کو فتح کرو۔

زیبا پروین: تم بالکل صحیح کہتی ہو بہن! میں پڑوسن کی باتوں میں آ کر اپنی بہو کو خوب طعنے دیتی ہوں، اسے بات بات پر بہت ڈانٹا کرتی ہوں، لیکن جب میں بیمار ہوتی ہوں تو وہ میری خوب خدمت کرتی ہے، وہ میری خدمت کی خاطر رات رات بھر جاگی ہوئی رہتی ہے، تمہاری باتیں سننے کے بعد اب مجھے احساس ہو گیا ہے کہ میں نے بہت بڑی غلطی کی ہے، اب میں تم سے وعدہ کرتی ہوں کہ میں اپنی بہو کو ایک بیٹی کا درجہ دوں گی، اور اس کے ساتھ محبت اور اخلاق سے پیش آؤں گی۔

سعیدہ اصغری: مجھے یقین ہے کہ جب تم اپنی بہو کو اپنی بیٹی کا درجہ دو گی اور اس کے ساتھ بیٹی جیسی محبت اور بیٹی جیسا برتاؤ کرو گی تو وہ بھی تمہیں اپنی ماں کا درجہ دے گی، تم اگر اپنی بہو کے ساتھ ہمیشہ اچھے اخلاق سے پیش آؤ گی تو وہ

بھی تمہارے لیے اپنی ساری خواہشات کو قربان کر کے تمہیں راحت وآرام پہنچانے کی فکر کرے گی، اگر تم اپنی بہو کی دیکھ بھال کروگی تو وہ بھی تمہارا دیکھ بھال کرے گی، اگر تم اپنی بہو کے سکھ دکھ میں شریک رہوگی تو وہ بھی تمہارے سکھ دکھ میں شریک ہوکر تمہارا سہارا بنے گی، اگر تم اپنی بہو کے گھر والوں سے بہتر تعلق رکھوگی تو وہ بھی تمہارے گھر والوں کی عزت اوران کا سمان کرے گی۔

زیبا پروین: ٹھیک ہے سعیدہ! میں تم سے وعدہ کرتی ہوں کہ آج سے تمہاری ہر بات پر عمل کروں گی، اوراپنی بہو کو کسی بھی قسم کی تکلیف نہیں دوں گی، ان شاء اللہ!

سعیدہ اصغری: الحمدللہ، اللہ تعالی تمہاری غلطیوں کو معاف فرمائے۔ اخیر میں آپ تمام ماؤں اور بہنوں کو میں ایک پیغام دینا چاہتی ہوں، وہ پیغام یہ ہیکہ اگر آپ ساس ہیں تو کبھی بھی اپنی پڑوسن کے بہکاوے میں آکر اپنی بہو پر ظلم نہ کریں اوراگر آپ بہو ہیں تو اپنی سہیلیوں کے چکر میں پڑکر اپنی ساس کی شکایت نہ کریں، ساس کو چاہئے کہ وہ بہو کو اپنی بیٹی سمجھے اور بہو کو چاہئے کہ وہ ساس کو اپنی ماں سمجھے، تبھی جا کر ہمارا گھر ایک پر سکون اور مثالی گھر بنے گا۔ اچھا اب میں چلتی ہوں، آج میری بہو کی طبیعت خراب ہے، کھانا مجھے ہی بنانا ہے، اگلے سال اسی اسٹیج پر پھر ملوں گی ان شاء اللہ!

زیبا اور سعیدہ: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جہیز ایک مہلک بیماری ہے

☆ اس مکالمہ میں چھ لڑکیاں رہیں گی، حسن آراء دلہے کی ماں، عبرت حسن آراء کی بیٹی، حشمت معلّمہ اولی، اصغری معلّمہ ثانیہ، مسکان دلہن کی ماں اور عصمت دلہن کا کردار نبھائیں گی۔ اسٹیج کی ایک طرف سے حشمت اور دوسری طرف سے حسن آراء اور عبرت آکر مکالمہ شروع کرے۔

حشمت جہاں: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حسن آراء: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حشمت جہاں: کیا بات ہے حسن آراء! ماں اور بیٹی اتنی سج دھج کر کہاں جا رہی ہو؟

حسن آراء: کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ ایک ہفتہ کے بعد میرے بیٹے خالد سیف اللہ کی شادی ہونے والی ہے، لڑکی والوں سے میں نے جہیز میں پلنگ، الماری، فریج، کولر، واشنگ مشین، سلائی مشین، ایک کار اور ۱۰/لاکھ روپے کیش کا مطالبہ کیا ہے، سب سامان تو انھوں نے بھیج دیا ہے، لیکن ۱۰/لاکھ میں سے صرف ۵/لاکھ ہی دیئے ہیں اور بقیہ ۵/لاکھ شادی کے دن دینے کا وعدہ کئے ہیں، انھیں ۵/لاکھ روپیوں سے اپنے لئے، اپنی بیٹی کے لئے، اپنے پورے خاندان کے لئے اور اپنے نور نظر خالد سیف اللہ کے لیے مینا بازار موتیہاری میں کپڑا اور دیگر سامان خریدنے جا رہی ہوں۔

حشمت جہاں: واہ بہن واہ! تم نے تو کمال ہی کر دیا، جہیز میں اتنا کم سامان کیوں مانگی ہو، ان چیزوں کے ساتھ ایک پٹرول پمپ، ایک اسٹیشن، ایک ہوائی اڈہ اور ساتھ میں دو تین ہیلی کاپٹر بھی مانگ لیتی، تاکہ شاپنگ کرنے کے لئے تم اس طرح پیدل نہیں، بلکہ جہیز کے ہیلی کاپٹر میں سوار ہو کر جاتی، اچھا! ایک بات بتاؤ! تمہیں جہیز لیتے ہوئے بالکل شرم نہیں آئی؟ آخر تمہارے پاس بھی ایک نوجوان بیٹی ہے، کل جب اسکی شادی کیلئے لڑکا ڈھونڈھوگی اور لڑکے والے جہیز میں انھیں چیزوں کا مطالبہ کر دیں تو کیا تمہاری اتنی حیثیت ہے کہ تم اپنی بیٹی کے جہیز میں یہ چیزیں دے سکو؟

عبرت جہاں: تم چپ رہو حشمت! تم تو میری ماں کو اس طرح ڈانٹ رہی ہو جیسے کہ اس نے کوئی بہت بڑا گناہ کرلیا ہے، اور جہاں تک میری شادی کا سوال ہے تو میں لاکھوں لڑکیوں میں ایک ہوں، تم دیکھنا! میرے لئے رشتوں کی لائنیں لگ جائیں گی۔

حشمت جہاں: اللہ کرے کہ تمہاری شادی سہولت کے ساتھ ہوجائے، لیکن جہاں تک میرا خیال ہے وہ یہ ہے کہ بعض گناہوں کی سزا اللہ تعالی دنیا ہی میں دیدیتے ہیں اور تمہاری امی نے جہیز کا مطالبہ کرکے لڑکی والوں پر جو ظلم کیا ہے، مجھے ڈر ہے کہ اللہ تعالی اس کی سزا کہیں دنیا ہی میں انھیں نہ دیدے۔

عبرت جہاں: یہاں سے چلئے امی جان! ہم پہلے ہی بہت لیٹ ہوچکے ہیں، اس جیسی جیائن اور مولبیائن عورتیں تو اسی طرح الٹی سیدھی باتیں کرتی رہتی ہیں۔

☆ اس کے بعد حشمت، عبرت اور حسن آراء چلی جائیں گی، تھوڑی دیر کے بعد اسٹیج کے ایک طرف سے راحت مسکان اپنی بیٹی عصمت کے ساتھ اور دوسری طرف سے اصغری خاتون آکر یہ گفتگو کریں:

راحت مسکان: سنو بہن! ایک ہفتہ کے بعد میری اس بیٹی کی شادی ہونے والی ہے، لڑکے والوں نے جتنا سامان مانگا تھا وہ سب دے چکی ہوں، انھوں نے ۱۰/لاکھ کیش کا بھی مطالبہ کیا ہے، جس میں سے ۵/لاکھ روپیہ میں نے کھیت بیچ کر ادا کردیا ہے، اب میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے، اس لیے بقیہ ۵/لاکھ کا انتظام کرنے کے لیے میں بھیک مانگ رہی ہوں، اللہ کے نام پر اس دکھیاری بوڑھی ماں کی کٹوری میں کچھ روپیہ ڈالدو بیٹی! میں تمہیں بہت دعادوں گی بیٹی!

اصغری خاتون: اللہ اکبر! اب یہ زمانہ بھی آگیا کہ ماں اور بیٹی دونوں بھیک مانگ کر جہیز کے سامان کی تیاری کررہی ہیں، آپ مجھے اپنی سمدھن کا پتہ دیجئے، میں اس خونخوار اور جہیز کی لالچی عورت کا دماغ درست کرتی ہوں۔

عصمت جہاں: خالہ جان! ان کا نام حسن آراء ہے اور وہ اسی محلہ میں رہتی ہیں، لیکن آپ ذرا نرم اور دھیمی آواز میں ان سے بات کیجئے گا، کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ آپ

کی باتیں سن کر طیش میں آجائے اور میری شادی توڑ دے، جس کے بعد میری اس بوڑھی ماں کو اس بڑھاپے میں میری شادی کی خاطر پھر سے یہاں وہاں کا چکر لگانا پڑے۔

اصغری خاتون: تم اس کی فکر مت کرو بیٹی! اگر اس نے جہیز کا سارا سامان واپس نہیں کیا تو میں اپنے بیٹے طارق کی شادی تم سے کرادوں گی۔

☆ اس کے بعد راحت، عصمت اور اصغری چلی جائیں گی اور تھوڑی دیر کے بعد اسٹیج کے ایک طرف سے حشمت اور اصغری اور دوسری طرف سے حسن آراء اور عبرت آکر یہ گفتگو کریں:

اصغری خاتون: اچھا تم ہی وہ خونخوار عورت ہو جس کی وجہ سے آج ایک بوڑھی ماں اپنی نوجوان بیٹی کو لیکر تمہاری خواہش پوری کرنے کے لئے دربدر کی ٹھوکریں کھارہی ہیں اور بھیک مانگنے پر مجبور ہو چکی ہے۔

حسن آراء: خاموش ہوجاؤ مولبیائن، ابھی ابھی یہ مفتیائن فتوی دی ہے، اب تم میرا دماغ مت کھاؤ، پتہ نہیں صبح اٹھ کر آج میں نے کس کا منھ دیکھ لیا تھا جو تم جیسی مولبیائن اور مفتیائن عورتوں سے ملاقات ہورہی ہے، ارے تمہیں کیا معلوم! کہ میں نے اپنے بیٹے خالد سیف اللہ کو کتنی مشقتوں سے پالا ہے، اس کی پرورش اور تعلیم کے لئے میں نے کتنی چیزوں کی قربانیاں دی ہیں، اور اسی پر بس نہیں! میں نے اپنے بیٹے کی تعلیم نیپال کے بجائے امریکہ میں کرائی تا کہ میرا بیٹا لاکھوں اور کروڑوں میں ایک ہو اور اس کے بچپن ہی سے میرا سپنا تھا کہ میں اس کی شادی خوب دھوم دھام سے کراؤں گی اور لڑکی والوں سے ڈھیر سارا جہیز لوں گی۔

اصغری خاتون: شرم کرو! اس سے اچھا تو یہ تھا کہ تم کسی اسٹیشن پر جا کر بیٹھ جاتی اور اپنے بیٹے کی تعلیم وتربیت پر جتنا روپیہ خرچ کی ہو وہ بھیک مانگ کر وصول کرتی رہتی، ارے شیطان صفت خونخوار عورت! کیا تم اس حقیقت سے آگاہ نہیں ہو کہ اسی جہیز کی خاطر آج کروڑوں غریب بچیوں کی زندگیاں اجیرن بن

گئی ہیں، اسی جہیز کی وجہ سے لاکھوں معصوم دوشیزاؤں کے ہاتھ مہندی کے رچائے جانے سے محروم ہیں، اسی جہیز کی خاطر شادی نہ ہونے کی وجہ سے ہر سال ہزاروں معصوم بچیاں پھانسی لگالیتی ہیں اور ہزاروں بچیاں غیر مسلموں سے شادی کرلیتی ہیں، اسی جہیز کی خاطر لاکھوں لڑکیوں کو اس کے والدین پیٹ میں ہی مار دیتے ہیں، تم کہتی ہو کہ تم نے اپنے بیٹے کو بہت محبتوں اور مشقتوں سے پالا ہے، تو میں تم سے ایک سوال کرتی ہوں، کیا لڑکی کے والدین نے اپنی چاند سی بیٹی کو محبت سے نہیں پالا ہے؟ کیا لڑکیوں کی تعلیم وتربیت پر پیسے خرچ نہیں ہوتے ہیں؟ ذرا ٹھنڈے دماغ سے سوچو! کل اگر سارے بیٹی والے یہ فیصلہ کرلیں کہ ہم اپنی بیٹی کی شادی اسی لڑکے سے کرائیں گے جس کے والدین جہیز میں ہمیں فلاں فلاں چیزیں دیں تو اس وقت تم کیا کرلوگی ابھی بھی وقت ہے، سنبھل جاؤ، بہو کو اپنے اور اپنے بیٹے کے لئے قدرت کا انمول اور قیمتی تحفہ سمجھو، اپنے بیٹے کو بیچنا بند کرو، تمہارا بیٹا انسان ہے اس کو بیچنے کا سامان مت بناؤ۔

حسن آراء: تمہاری باتیں سننے کے بعد میری عقل ٹھکانہ پر آگئی ہے، میں ابھی جا کر اپنی سمدھن سے معافی مانگتی ہوں اور اس کا سارا رقم واپس کردیتی ہوں۔

☆ اس کے بعد راحت اور عصمت اسٹیج پر آجائے اور حسن آراء راحت سے یہ کہے:

حسن آراء: مجھے معاف کردو سمدھن! مجھے اپنی غلطی کا احساس ہوگیا ہے، میں وہ سارا سامان اور روپیہ تمہیں واپس کردوں گی جو تم سے جہیز کے نام پر میں نے اب تک مانگی ہے۔

راحت مسکان: ٹھیک ہے سمدھن! میں نے تمہیں معاف کردیا، اللہ تعالی بھی تمہیں معاف کردے، لیکن یہاں پر بیٹھی ہوئی ان تمام عورتوں سے جو جہیز کی خواہش رکھتی ہیں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ:

گھر بیچ کر غریب کب تک بیاہے گا بیٹیاں کبتک یہ جہیز یوں ہی کھائے گا بیٹیاں
ایسا ہی چلن سماج میں رہا تو ایک دن پھر سے باپ زندہ دفنائے گا بیٹیاں
ماں باپ کا گھر بکا تو بیٹی کا گھر بسا کتنی ہے دل خراش یہ رسم جہیز بھی

تمام طالبات: آیئے! ہم سب مل کر اور ہاتھ اٹھا کر یہ وعدہ کرتے ہیں کہ ہم اپنے بیٹے یا صرف اور بیٹی کی شادی سنت کے مطابق کریں گے اور جہیز بالکل نہیں لیں گے اور نہ ہی دیں گے، یہی اس مکالمہ کا پیغام اور یہی ہمارا مقصد ہے۔

معلّمہ اصغری: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

جہیز کے خلاف مؤثر نعرے

استاذ اگر مناسب سمجھے تو اِنہیں طالبات سے یا کسی اور سے مکالمہ کے اختتام پر درج ذیل نعرے بھی لگوادے:

جہیز بھگاؤ ـــــــ غربت مٹاؤ

جہیز بھگاؤ ـــــــ سکھ چین پاؤ

جہیز کا عذاب ـــــــ معاشرہ خراب

جہیز کا سامان ـــــــ بے غیرتی کا نشان

جہیز کی پکار ـــــــ لعنت بے شمار

جہیز کا جنون ـــــــ انسانیت کا خون

جہیز کا شوق ـــــــ لعنت کا طوق

جہیز کے ساتھ شادی ـــــــ بربادی ہی بربادی

استانی کا پیغام ماں اور بیٹی کے نام

☆ اس مکالمہ میں تین طالبات رہیں گی، یاسمین ماں کا کردار، آفرین بیٹی کا کردار اور ناظرین استانی جی کا کردار نبھائیں گی، مکالمہ کے لئے ایسی طالبات کا انتخاب کیا جائے جن کی عمر کردار کے اعتبار سے مناسب ہو۔

یاسمین خاتون: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ناظرین خاتون: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یاسمین خاتون: آپ کی طبیعت کیسی ہے استانی صاحبہ؟

ناظرین خاتون: میں تو الحمد للہ بہت ٹھیک ہوں، لیکن تمہارے چہرہ پر بہت اداسی چھائی ہوئی ہے، کوئی پریشانی ہے کیا؟

یاسمین خاتون: کیا بتلاؤں استانی صاحبہ؟ اپنا غم کس کو سناؤں؟ یہ میری سب سے لاڈلی بیٹی ہے، لیکن جیسے جیسے یہ بڑی ہو رہی ہے، میری نافرمانی کرتی جا رہی ہے، اسی کی فکر میں میری راتوں کی نیند اور دن کا سکون ختم ہو گیا ہے، اس لیے آج کل میں بہت اداس رہتی ہوں۔

ناظرین خاتون: کیوں بیٹی! ماں کی بات کیوں نہیں مانتی ہو؟ کیا تمہیں معلوم نہیں ہیکہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری اسی ماں کے قدموں کے نیچے جنت رکھی ہے؟ کیا تمہیں اس بات کا احساس نہیں ہے کہ یہ وہی ماں ہے جس نے نو ماہ تک تمہیں اپنے پیٹ میں رکھ کر نہایت مشقت کے ساتھ تمہیں جنم دیا ہے؟ کیا تم اس بات کو بالکل بھول گئی ہو کہ اسی ماں نے تمہیں اپنے خونِ جگر سے سینچ کر بڑا کیا اور تمہیں بولنا سکھایا ہے؟

آفرین خاتون: استانی صاحبہ! مجھے اس بات کا پورا احساس ہے کہ میری ماں نے میرے لئے بہت سی قربانیاں دی ہیں، مجھے سینے سے لگا کر دودھ کی شکل میں اپنا خون پلایا ہے، خود کچی اور گیلی زمین پر سو کر مجھ کو نرم بستروں پر سلایا ہے، میری انگلی پکڑ کر مجھے چلنا سکھایا ہے، میری ہی خاطر اپنے

حسن و جمال، رات کی نینداور دن کے چین وسکون کو قربان کر دیا ہے، مگران سب باتوں کے باوجود میری ماں نے میرے ساتھ جو رویہ اپنایا ہے اس کی وجہ سے میں ہر وقت ڈپریشن میں مبتلا رہتی ہوں اور اسی چڑچڑاپن کی وجہ سے میرے مزاج میں سختی پیدا ہوگئی ہے جس کی بناء پر میں ان کی بات نہیں مانتی ہوں۔

ناظرین خاتون: میں تمہاری بات سمجھ نہیں پائی ہوں بیٹی! مجھے تفصیل سے بتاؤ کہ تمہیں اپنی ماں سے کیسی شکایت ہے؟ تاکہ اگر واقعتاً تمہاری ماں سے کوئی بھول چوک ہوئی ہوتو میں اسے بھی سمجھاؤں گی۔

آفرین خاتون: استانی صاحبہ! آپ بھی جانتی ہیں کہ ہر ماں باپ پر اس کی اولاد کے تین حقوق ہیں (۱) اپنی اولاد کا بہتر اور اسلامی نام رکھے (۲) اپنی اولاد کو قرآن وحدیث کی تعلیم دے (۳) جب اس کی شادی کی عمر ہو جائے تو اس کی شادی کرادے (تنبیہ الغافلین: ۹۵) لیکن میں جب پیدا ہوئی تو میری ماں نے اسلامی نام کے بجائے میرا نام پھولن دیوی رکھ دیا، اب محلّہ کی ساری لڑکیاں مجھ پر ہنستی ہیں تو مجھے اپنی ماں پر غصہ آتا ہے، جب میں بڑی ہوئی تو انھوں نے میرا داخلہ مدرسہ کے بجائے اسکول میں کرادیا، جس کی وجہ سے میری ساری سہیلیاں نماز پڑھتی ہیں لیکن مجھے نماز پڑھنے کا طریقہ بھی معلوم نہیں ہے، میری عمر کی ساری لڑکیوں کی شادی ہوگئی ہے، ان میں سے کسی کے دو اور کسی کے چار بچے بھی ہیں، لیکن انھوں نے ابھی تک میری شادی نہیں کرائی ہے، اس لیے مجھے ان سے تکلیف ہے اور ان سے ناراض رہتی ہوں۔

ناظرین خاتون: کیوں یاسمین! کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ جس طرح تمہاری بیٹی پر تمہارے حقوق ہیں، اسی طرح تمہارے اوپر بھی تمہاری بیٹی کے حقوق

ہیں، اور جب تم نے اپنی بیٹی کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی سے کام لیا ہے تو تمہیں اپنی بیٹی کی شکایت کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔

یاسمین خاتون: مجھے معلوم ہے کہ میرے اوپر میری بیٹی کے تین حقوق ہیں، لیکن ان حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی اس لیے ہوئی کہ جب میری بیٹی کی پیدائش ہوئی تو یہ پھول کی طرح خوب صورت اور نرم و نازک تھی، اس لیے میں نے اس کا نام پھولن دیوی رکھ دیا، جب یہ بڑی ہوئی تو بہت ذہین نکلی اس لیے اس کا داخلہ مدرسہ کے بجائے اسکول میں کرا دیا، تاکہ یہ نوکری کے قابل بن سکے اور میں اپنی بیٹی سے بہت محبت کرتی ہوں اس لیے اب تک اس کی شادی نہیں کی ہوں، میں چاہتی ہوں کہ یہ میری نظروں کے سامنے رہے اور مجھ سے پل بھر کے لیے بھی جدا نہ ہو۔

ناظرین خاتون: استغفر اللہ! میں تم کو ایک تعلیم یافتہ اور سمجھ دار خاتون سمجھتی تھی، لیکن آج معلوم ہوا کہ تم انتہائی بیوقوف عورت ہو، تمہیں اپنی بیٹی کا ایسا نام رکھنا چاہیے جو آپ ﷺ کی ازواج مطہرات، بنات طیبات اور صحابیات کے نام پر ہو، لیکن تم نے اپنی بیٹی کا نام پھول سے جوڑ کر پھولن دیوی رکھ دیا، اور تمہارے بقول تم نے نوکری کی خاطر اپنی بیٹی کو دینی تعلیم کے بجائے دنیوی تعلیم دی، تو کیا تم اس بات سے واقف نہیں ہو کہ عورت کے نان و نفقہ کی پوری ذمہ داری مرد پر ہوتی ہے، بیٹی کے نان و نفقہ کی ذمہ داری باپ پر اور بیوی کے نان و نفقہ کی ذمہ داری شوہر پر ہوتی ہے، اس کے باوجود غیر محرموں کے درمیان بھیج کر اپنی بیٹی سے نوکری کرانے کی تمہیں کیا ضرورت ہے، اور آج جب اس کی لعنت تمہارے اوپر پڑ رہی ہے تو تم اپنی بیٹی کی شکایت کر رہی ہو، حالاں کہ سارا قصور تمہارا ہی ہے۔

یاسمین خاتون: آپ کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ میں نے اپنی بیٹی کو دنیوی تعلیم دلا کر بہت بڑی غلطی کی ہے، اور اسی کا میں خمیازہ بھگت رہی ہوں۔

ناظرین خاتون: دیکھو یاسمین! میرے کہنے کا یہ مطلب بالکل نہیں ہے کہ تم نے اپنی بیٹی کو دنیوی تعلیم دلاکر غلطی کی ہے، بلکہ میرا مطلب یہ ہے کہ اپنی بیٹی کو دنیوی تعلیم دلانے سے پہلے اس کو دینی تعلیم دلانے کی ضرورت تھی، تاکہ اس کا قدم راہ حق سے نہ بھٹکے، لیکن افسوس!!! کہ تم نے اسے صرف دنیوی تعلیم سے آراستہ کیا اور دینی تعلیم سے محروم رکھا؛ اس لیے تمہارا جرم سنگین ہے، اگر تم اپنی بیٹی کو دونوں تعلیم سے آراستہ کرتی اور اس کو اسکول بھیجنے کے بجائے اس مدرسہ میں بھیجتی جہاں دینی اور دنیوی دونوں طرح کی تعلیم دی جاتی ہے تو آج تمہیں کفِ افسوس ملنے کی ضرورت نہ پڑتی۔

یاسمین خاتون: ٹھیک ہے استانی جی! میں آپ سے وعدہ کرتی ہوں کہ اب میں اس کو دینی تعلیم بھی دلاؤں گی، اور میں اس کا نام بھی بدل دیتی ہوں، آج سے اس کا نام پھولن دیوی نہیں بلکہ عائشہ خاتون رہے گا۔

ناظرین خاتون: اللہ تعالیٰ تم کو اپنے وعدہ پر قائم رکھے، اور ایک بات تم سے میں اور کہنا چاہتی ہوں، وہ یہ ہیکہ اپنی بیٹی کی شادی میں تاخیر مت کرو، آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب لڑکی کا مناسب رشتہ مل جائے تو فوراً اس کی شادی کردو، یہی وجہ ہیکہ نبی اکرم ﷺ نے اپنی نورِ نظر حضرت فاطمہ کی شادی صرف سولہ سال کی عمر میں حضرت علی سے کرادی تھی، حالاں کہ نبی اکرم ﷺ اپنی بیٹی سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے، اس لیے بیٹی کی شادی میں تاخیر مت کرو، آج کل اولاد کی شادی میں تاخیر کرنے کی وجہ سے ہمارے معاشرہ میں طرح طرح کی برائیاں جنم لے رہی ہیں جن کے ذمہ دار ہم خود ہیں۔

یاسمین خاتون: ٹھیک ہے استانی جی! میں آج ہی سے اس کی شادی اور دینی تعلیم دونوں کا بندوبست کرتی ہوں، اچھا! اب میں چلتی ہوں، جلد ہی آپ سے دوبارہ ملاقات کرنے آؤں گی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

ناظرین خاتون: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گھریلو جھگڑوں سے نجات کیسے پائیں

☆ اس مکالمہ میں دس لڑکیاں رہیں گی، پہلی نشست میں شبینہ ماں، حناء بیٹی اور بہو، آصف شوہر، سمیہ نتنی، راضیہ نند اور شب آراء ساس کا کردار نبھائیں گی، دوسری نشست میں افسری خاتون معلّمہ، شاہین تارہ بہو، ناظمین ساس اور عبرت نند کا کردار نبھائیں گی۔

شبینہ خاتون: السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

حناء خاتون: وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

شبینہ خاتون: کیا حال ہے حناء بیٹی؟

حناء خاتون: ٹھیک ہوں امی جان، اور آپ کی طبیعت کیسی ہے؟

شبینہ خاتون: الحمدللہ، میں بھی ٹھیک ہوں، مگر حناء بیٹی! سمیہ کے ابو نظر نہیں آرہے ہیں کہیں گئے ہوئے ہیں کیا؟

حناء خاتون: سمیہ کے ابو قربانی کے لئے بھینس خریدنے کی خاطر راج پور بازار گئے ہیں، ان شاءاللہ شام تک واپس لوٹ جائیں گے۔

شبینہ خاتون: اور تمہاری ساس بھی بھینس خریدنے گئی ہے کیا؟ وہ بھی نظر نہیں آرہی ہے۔

حناء خاتون: نہیں امی! میری ساس تو خود ایک بھینس ہے، ان کی شکل وصورت کو دیکھ کر جو اصلی بھینس ہوتی ہے وہ بھی ڈر جاتی ہے، اسی لیے سمیہ کے ابو جانور خریدنے کے لیے ان کو اپنے ساتھ نہیں لے جاتے ہیں۔

شبینہ خاتون: اپنی ساس کو اس طرح نہیں بولنا چاہئے بیٹی، وہ تمہاری ماں جیسی ہے، اچھا یہ بتاؤ کہ اگر وہ بھینس خریدنے نہیں گئی ہے تو کہاں گئی ہوئی ہیں؟

حناء خاتون: امی جان وہ عید کی شاپنگ کے لئے گئور بازار گئی ہوئی ہیں۔

شبینہ خاتون: اور میری نتنی سمیہ نظر نہیں آرہی ہے، وہ کہاں ہے؟

حناء خاتون: جی وہ اپنی پھوپھو راضیہ کے ساتھ مدرسہ میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے گئی ہے، چھٹی کا وقت تو ہو گیا ہے، ایک دو منٹ میں آجائیگی۔

شبینہ خاتون: اچھا بیٹی! اب میں چلتی ہوں، تمہارے ابو کی طبیعت بہت خراب ہے، ڈاکٹر صاحب نے الٹرا ساؤنڈ کرانے کے لئے کہا ہے، وہی کرانے گھوڑا صحن جا رہی تھی تو سوچا کہ تم سے بھی مل لوں، اب میں چلتی ہوں ورنہ دیر ہو جائے گی۔

حناء خاتون: ٹھیک ہے امی جان! ابو کو میرا اسلام بول دیجئے گا۔

☆ اس کے بعد حناء وہاں سے چلی جائے، اور شبینہ وہاں سے جیسے ہی تھوڑا آگے بڑھے کہ سمیہ راضیہ کے ساتھ اسٹیج پر آجائے، پھر راضیہ ایک طرف بیٹھ جائے اور سمیہ اپنی نانی شبینہ سے یہ گفتگو کرے:

سمیہ خاتون: السلام علیکم نانی جان!

شبینہ خاتون: وعلیکم السلام میری پیاری بچی! ماشاء اللہ! تم تو ہر دن بڑھتی ہی جا رہی ہو لگتا ہے کہ تم مدرسہ میں پڑھنے نہیں بلکہ بڑھنے کے لئے جاتی ہو۔

سمیہ خاتون: نہیں نانی جان! میں بڑھنے کے ساتھ ساتھ پڑھ بھی رہی ہوں، آپ کو معلوم ہے نانی جان! میں نے پورے کلاس میں ٹاپ کیا ہے، عربی، فارسی اردو، ہندی، انگریزی، نیپالی، میتھ، الغرض! ہر سبجیکٹ میں اول نمبر سے میں پاس ہوئی ہوں۔

شبینہ خاتون: ماشاء اللہ میری پیاری بیٹی! اسی طرح محنت کرتی رہنا، ایک دن تم بہت عظیم عورت بنوگی، ان شاء اللہ! ٹھیک ہے، اب میں جا رہی ہوں، تمہارے نانا کی طبیعت بہت خراب ہے۔

سمیہ خاتون: میں بھی چلوں گی نانی، میں بھی چلوں گی، مجھے بھی لے چلو، نانا کو دیکھنے مجھے بھی جانا ہے، مجھے بھی لے چلو نانی!

شبینہ خاتون: ٹھیک ہے، تم اتنی ضد کر رہی ہو تو چلو، مگر وہاں جا کر آم اور بیل کے درخت پر مت چڑھنا، کیوں کہ تم وہاں بہت بدمعاشی کرتی ہو۔

نہیں نانی! اب میں بڑی ہوگئی ہوں، بالکل بدمعاشی نہیں کروں گی۔

☆ اس کے بعد شبینہ اور سمیہ بھی چلی جائے، تھوڑی دیر بعد شب آرا تھیلا لیکر اسٹیج پر آئے اور راضیہ جو اسٹیج پر ایک طرف بیٹھی ہوئی ہے فوراً اپنی امی سے یہ کہے:

راضیہ خاتون: امی جان! آپ کو معلوم ہے، آج سمیہ کی نانی آئی ہوئی تھی، حناء بھابھی نے انہیں بھیا کی الماری میں سے دس ہزار روپیہ نکال کر دیا ہے اور جب میں نے ان سے سوال کیا تو بھابھی نے دھکا مار کر مجھے گھر سے نکال دیا اور یہ بھی کہا کہ اگر تم نے ماں کو کچھ بتایا تو میں تمہاری جان لے لوں گی۔

شب آرا: اچھا! اس چڑیل کی اتنی ہمت کہ وہ میری پھول جیسی چاند سی بیٹی کو دھکا مارے اور میرے ہی گھر سے پیسہ چرا کر اپنے میکہ میں بھیجے، ابھی میں اس کو بلاتی ہوں، اور دیکھنا کہ میں اس کا کیا حشر کرتی ہوں۔

راضیہ خاتون: ہاں امی، اب تو اس کی خبر لینے کی بہت ضرورت ہے، بھابھی بہت زبان چلانے لگی ہے، یہ سب بھیا کے لاڈ پیار کا نتیجہ ہے، میں تو ایک دن میں اسکا دماغ درست کردوں گی، بس بھیا کی وجہ سے چھوڑ دیتی ہوں۔

شب آرا: ارے او گھیورا والی مجھوسی، کہاں ہو، جلدی آؤ!!

☆ شب آراء دو تین بار اسی طرح بولے، اس کے بعد پھر حناء اسٹیج پر آجائے اور یہ گفتگو کرے:

حناء خاتون: جی امی جان، حکم دیجئے، کیا بات ہے؟

شب آرا: ارے او چڑیل! تمہاری اتنی ہمت کہ تم میری پھول جیسی بیٹی کو تھپڑ مارو اسے دھکا دیکر گھر سے نکال دو، میرے بیٹے کی کمائی پر عیاشی کرو اور سارے دھن کو چرا چرا کر اپنی ناگن ماں کو دیتی رہو۔

حناء خاتون: اللہ کا خوف کریں امی، یہ سب آپ کیا بک رہی ہیں، شریعت کا حکم یہ ہیکہ جب کوئی انسان کسی کے بارے میں کوئی بات کہے تو اس کی تحقیق کر لینی چاہیئے، بغیر تحقیق کئے مجھ پر اتنا بڑا الزام نہ لگائیں امی!

شب آرا (حناء کو تھپڑ مار کر کہے): چپ ہو جاؤ کمینی! میں کس کس سے پروا ساکھی کرتی رہوں گی، تم تو شروع ہی سے بدمعاش اور جھگڑالو رہی ہو، پورے محلّہ والے سے تم جھگڑا کرتی تھی اور آج بھی تمہارا یہی پیشہ ہے، آج میں تمہارا وہ حال کروں گی کہ زندگی بھر تم اس ہاتھ کو اٹھانے کے لائق نہیں رہو گی۔

☆ اس کے بعد شب آرا اور راضیہ دونوں مل کر حناء کا ہاتھ پکڑ کر اس کو مروڑے اور حنا یہ کہتی رہے:

حناء خاتون: امی چھوڑ دو مجھے، امی چھوڑ دو مجھے، بہت درد کر رہا ہے، میں مر جاؤں گی امی، چھوڑ دو مجھے، ورنہ سچ مچ میں مر جاوں گی۔

شب آرا: میں کون سا تمہیں زندہ رکھنا چاہتی ہوں ناگن، جلدی سے مر گی تو میں دوبارہ اپنے بیٹے کی شادی دھوم دھام سے کرادوں گی اور ایک اچھی سی بہو لاؤں گی جو جہیز میں خوب پیسہ دے گی۔

☆ اس کے بعد حناء زمین پر گر کر میت کی طرح ہو جائے، پھر شب آراء راضیہ سے کہے:

شب آرا: ارے راضیہ، یہ چڑیل تو سچ مچ مر گئی، میں تمہارے بھائی کو کیا جواب دوں گی؟ اِس کو جلدی سے یہاں سے اٹھا کر لے چلو اور قبرستان میں دفن کر دو، ورنہ تمہارے بھیا آتے ہی ہوں گے، کہیں ان کو پتہ نہ چل جائے۔

☆ اس کے بعد شب آرا اور راضیہ دونوں مل کر حناء کو اسٹیج سے اٹھا کر لے جائے، ایک منٹ کے بعد حناء کا شوہر آصف آئے اور یہ آواز لگائے:

آصف احمد: سمیہ کی امی! ارے او سمیہ کی امی! کہاں ہو؟ جلدی سے آؤ!!

☆ آصف کی آواز سن کر شب آرا اور راضیہ دوڑ کر اسٹیج پر آجائے، پھر آصف یہ کہے:

آصف احمد: کیا بات ہے امی؟ حناء نہیں دکھائی دے رہی ہے، کب سے اس کو آواز دے رہا ہوں، لیکن وہ سنتی ہی نہیں ہے۔

شب آراء: کیا بتاؤں بیٹا، میں شاپنگ کرنے کے لیے گئو رگئی ہوئی تھی اور تمہاری بہن پڑھنے کے لئے مدرسہ گئی ہوئی تھی، جب ہم دونوں آئے تو دیکھا کہ حناء فون پر کسی سے ہنس ہنس کر بات کر رہی ہے، مجھے لگا کہ کوئی سہیلی ہوگی، لیکن پھر پتہ چلا کہ وہ کوئی لڑکا تھا، ہم نے اس سے موبائل چھین لیا اور اس کو قیامت کے دن سے ڈرانا شروع کر دیا، تو اس نے ہم دونوں کو خوب گالی دی اور مارا پیٹا بھی، پھر اس لڑکے کو فون کیا اور اس کے ساتھ بھاگ گئی، اسی وقت سے ہم تمہارے انتظار میں بیٹھے ہوئے ہیں۔

آصف احمد: اتنا سب کچھ ہو گیا امی اور آپ نے مجھے فون بھی نہیں کیا۔

راضیہ خاتون: آپ کو کیسے فون کرتی بھیا، حناء بھابھی نے ہم دونوں کا موبائل چھین کر اس کو پھوڑ دیا تھا، تاکہ ہم آپ کو فون نہ کر سکیں۔

آصف احمد: چلو اچھا ہی ہوا، میں بھی اس سے چھٹکارا پانا چاہ رہا تھا، اچھا ہوا کہ خود سے بھاگ گئی، ورنہ میرا سر کھاتی رہتی، راضیہ بہن، جلدی سے میرے لئے کھانا لگاؤ، بہت زیادہ بھوک لگی ہوئی ہے، قربانی کا جانور خریدنے کے چکر میں پسینہ سے میں شرابور ہو گیا ہوں اور ہاں! ایک بالٹی پانی بھی گرم کر دینا، تاکہ میں غسل کر کے تازہ دم ہو جاؤں۔

راضیہ خاتون: ٹھیک ہے بھائی جان، میں ابھی پانی گرم کرتی ہوں اور کھانا لگاتی ہوں۔

☆ اس کے بعد سبھی اسٹیج سے اتر جائے، اور یہاں پہلی نشست مکمل ہوگئی، ایک منٹ بعد دوسری نشست شروع ہوگی جس میں افسری معلّمہ کے کردار میں اسٹیج پر آکر یہ گفتگو کرے:

افسری خاتون: میری قابل احترام بہنوں! آپ نے ابھی ایک گھر کی تصویر دیکھی ہے، جس میں ایک معصوم بہو کو اس کی ساس اور نند دونوں نے مل کر جھوٹا الزام لگا کر جان سے مار ڈالا ہے اور آپ یہ سوچ رہی ہوں گی کہ کب تک اس معاشرے میں بہوئیں جلتی رہیں گی، کب تک عائشہ جیسی ہزاروں لڑکیاں خودکشی کرتی رہیں گی، کب تک معصوم بہوئیں جہیز کی خاطر پھندے پر چڑھتی رہیں گی، آخر کب تک بہو پر یہ ظلم ہوتا رہے گا، حالاں کہ وہ بھی کسی کی بیٹی ہے، وہ بھی کسی کے آنگن کی پھول ہے، وہ بھی اپنے والدین کی لاڈلی ہے، وہ بھی کسی کے گھر کی چشم و چراغ ہے، تو پھر سسرال میں کیوں اسے ایک بوجھ سمجھا جاتا ہے، کیوں اس کے ساتھ ظالمانہ سلوک برتا جاتا ہے، کیوں بات بات پر اسے طعنہ دیا جاتا ہے، معمولی معمولی بات پر اسے کیوں تھپڑ لگایا جاتا ہے، یقیناً آپ سبھی عورتیں بالخصوص نوجوان عورتیں یہی سوچ رہی ہوں گی؟

تو میں اس کا جواب دینے کے لئے آپ کو ایک دوسرے گھر کی تصویر دکھانا چاہتی ہوں، جس سے آپ کو یہ احساس ہوگا کہ دنیا میں قصوروار صرف ساس نہیں بہو بھی برابر کی قصوروار ہے، ظالم صرف ساس نہیں بہو بھی برابر کی ظالم ہے، آخر جس بیٹے کو ماں باپ پوس پال کر بڑا کرتے ہیں، جس بیٹے کو ماں اپنے سینہ سے لگا کر دودھ کی شکل میں اپنا خون پلاتی ہے، کیا ایسا نہیں ہوتا ہیکہ کچھ بہوئیں صرف ایک ہفتہ میں ہی اس بیٹے کو اپنے قبضہ میں کر لیتی ہیں؟ اور بیٹے کو اس کی ماں سے الگ رہنے پر مجبور کرتی ہیں؟ یہی سمجھانے کے لئے میں آپ کو ایک اور گھر دکھانا چاہتی ہوں، لہذا آنکھ کھول کر اس گھر کو بھی دیکھئے۔

☆ پھر افسری اسٹیج پر ہی ایک کونہ میں بیٹھ جائے، اس کے بعد شاہین تارہ ناظمین اور عبرت کے ساتھ اسٹیج پر آجائے، شاہین کرسی پر بیٹھ جائے، ناظمین پونچھا لگانا اور عبرت کپڑا پریس کرنا شروع کردے اور شاہین تارہ کرسی پر بیٹھے بیٹھے یہ کہے:

شاہین تارہ: ارے او بڑھیا، میں نے تم سے اسی وقت کہا تھا کہ جلدی سے پورے گھر کی صفائی کرلو، میری کچھ سہیلیاں آرہی ہیں، لیکن تم نے ابھی تک پونچھا بھی نہیں لگایا ہے، جلدی جلدی کام کرو بڈھی، ورنہ قبر میں ایک پاؤں تو لگا ہوا ہے ہی، دوسرا پاؤں بھی لگ جائیگا۔

ناظمین خاتون: رحم کرو بہو مجھ پر رحم کرو، اتنا سارا کام ایک دفعہ میں ہم سے نہیں ہو پائیگا، بڑھاپے کی وجہ سے میری ہڈیاں کمزور ہوگئی ہیں، آنکھوں سے بھی کم نظر آتا ہے، مجھ پر رحم کرو بہو، خدا کے واسطے رحم کرو۔

شاہین تارہ: ارے چپ بڈھی، اس گھر میں تمہارا کام ہی کیا ہے، دن بھر کھاچتی رہتی ہو اور رات بھر کھانستی رہتی ہو، میرے میاں کا سارا پیسہ تمہارے علاج میں برباد ہوگیا ہے، مگر تم مرتی ہی نہیں ہو، ایک بوجھ بن گئی ہو، تم سے کب چھٹکارا ملے گا یہی سوچ سوچ کر میری آنکھوں سے نیند اڑ چکی ہے۔

ناظمین خاتون گھبراؤ مت بہو، جلد ہی مرجاؤں گی، ویسے بھی اب زندہ رہنے کا کیا فائدہ نہ بہو اپنی رہی اور نہ ہی بیٹا اپنا رہا، یا اللہ! مجھے جلدی سے اس دنیا سے اٹھا کر اپنے پاس بلالے۔

☆ اس کے بعد شاہین تارہ عبرت کے پاس جائے اور اس کو مار کر یہ کہے:

شاہین تارہ: ارے او بھٹی! میں نے تم سے اسی وقت کہا تھا کہ میرے کپڑے کو پریس کر دینا اور بستر کو اچھی طرح دھل دینا، لیکن تم ابھی تک نہ تو پریس کی ہو اور نہ ہی بستر دھلی ہو، اور یہاں بیٹھ کر مزہ کر رہی ہو۔

عبرت جہاں: پلیز بھابھی! مجھے مت ماریں، میرے پیٹ میں بہت درد ہو رہا ہے، مجھے کسی ڈاکٹر کو دکھلا دیں، بہت پریشانی ہو رہی ہے، بھیا کو بولی ہوں تو وہ بولے ہیں کہ بھابھی سے پیسہ مانگ لینا، پلیز بھابھی، مجھے کچھ پیسہ دیدیں یا مجھے موتیہاری لے چلیں، بہت درد ہو رہا ہے۔

شاہین تارہ: موتیہاری تو بہت دور کی بات ہے بھٹی، تمہیں تو کسی دواخانہ والے کو بھی نہیں دکھلاؤں گی، تم ماں اور بیٹی مل کر میرا جینا تباہ کئے ہوئی ہو، تم دونوں ماں اور بیٹی ایسے ہی مر جاؤ گی تو ٹھیک رہے گا، میں اکیلے اس گھر پر راج کرنا چاہتی ہوں جو تم دونوں کے جیتے جی نہیں ہونیوالا ہے۔

☆ پھر ساری طالبات اسٹیج پر آجائیں اور افسری خواتین سے مخاطب ہو کر یہ گفتگو کرے:

افسری خاتون: اب تو آپ سمجھ گئی ہوں گی کہ کمی دونوں طرف سے ہوتی ہے، کبھی ساس گنہ گار ہوتی ہے تو کبھی بہو، اسی لئے ہر گھر میں جھگڑا اور تکرار ہوتا رہتا ہے، اگر گھر کی ہر بہو اپنی ساس کو اپنی ماں کا درجہ دے اور ہر ساس اپنے دل میں اپنی بہو کو وہی مقام دے جو مقام اپنی بیٹی کو دیتی ہے تو پھر ہر گھر میں سکون ہی سکون رہے گا۔ پس ایک اچھے معاشرہ کی تشکیل کے لئے بہو اور ساس دونوں کو شریعت پر عمل کرنے کی ضرورت ہے، یہی اس مکالمہ کا پیغام اور یہی ہم سب کا مقصد ہے، خدا حافظ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

بیٹیاں بھی بیٹوں سے کم نہیں

☆ اس مکالمہ میں پانچ لڑکیاں رہیں گی، حسیبہ ساس، ماہ جبیں بہو، حشمت جہاں معلّمہ اور ماں، فقیہہ حشمت کی بیٹی اور سعدیہ خاتون فقیہہ کی سہیلی کا کردار نبھائیں گی۔

حشمت جہاں: السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

ماہ جبیں: وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

حشمت جہاں: کیا بات ہے ماہ جبیں؟ تم بہت پریشان نظر آرہی ہو، کہیں شوہر سے لڑائی تو نہیں ہوگئی ہے؟

ماہ جبیں: نہیں بہن، ابھی تک تو ان سے لڑائی نہیں ہوئی ہے، لیکن مجھے لگتا ہے کہ دو تین ہفتوں میں اب ہمارے درمیان مہابھارت شروع ہونیوالی ہے تم بھی دو تین ہفتہ کے بعد تماشا دیکھنے کے لئے آجانا۔

حشمت جہاں: لاحول ولاقوۃ الا باللہ! ایسی بات کیوں کہہ رہی ہو ماہ جبیں! تمہارے شوہر تو بہت اچھے ہیں، تمہارا تو بہت خیال رکھتے ہیں، اور میں نے سنا ہیکہ انہوں نے تمہارے نام سے دس کٹھہ زمین بھی خرید دیا ہے، تاکہ تم سکھ چین سے رہ سکو، اس کے باوجود تم ان سے مہابھارت کیوں شروع کرنا چاہتی ہو؟

ماہ جبیں: میں یہ مانتی ہوں کہ وہ بہت اچھے انسان ہیں، خوش اخلاق شوہر ہیں، ہنس مکھ بشر ہیں، سنجیدہ طبیعت کے مالک اور اوصاف حمیدہ سے متصف ہیں، اور میرے نام سے انہوں نے دس کٹھہ زمین بھی خرید دیا ہے، لیکن ان کی ایک عادت بہت خراب ہوچکی ہے، وہ اپنی والدہ کے دباؤ میں آکر ہر وقت مجھے یہ کہتے رہتے ہیں کہ مجھے بیٹا چاہئے، اور اگر اس بار تمہیں بیٹی پیدا ہوئی تو میں تمہیں چھوڑ دوں گا، اب تم ہی بتاؤ میری بہن! میں کوئی مشین ہوں کہ میں اپنی مرضی سے بیٹا یا بیٹی پیدا کرلوں؟ مجھے جو حمل ہے اس کی پریشانی، اسی حالت میں گھر کا سارا کام کاج کرنا

پڑتا ہے اس کی پریشانی، ساسو ماں کا طعنہ سننے کی پریشانی اور اوپر سے اب میاں جی کی دھمکی، اب تم ہی بتاؤ! اس نازک حالت میں اگر تمہارا شوہر کسی اور کی طرفداری کرے اور تمہیں تنہا چھوڑ دے، تمہیں تسلی دینے کے بجائے تمہارے درد میں اضافہ کرے اور تم سے ایسی چیز مانگنا شروع کردے جو خدا کی قدرت میں ہو اور تمہارے بس میں نہ ہو اور تمہارے لاکھ سمجھانیکے باوجود بھی وہ اپنی ضد پر اڑا رہے، تو کیا تم ان کے ساتھ مسکراتی پھروگی یا تم بھی لڑائی جھگڑا کرنا چاہوگی، بتاؤ مجھے؟

حشمت جہاں: استغفر اللہ! استغفر اللہ! میں تو ان کو بہت اچھا سمجھتی تھی، لیکن ان کی یہ باتیں سن کر مجھے ان سے نفرت سی ہونے لگی ہے، اچھا ایسا کرو، تم مجھے ان کی والدہ یعنی اپنی ساسو ماں کے پاس جلد سے جلد لے چلو، میں ان کا دماغ درست کرتی ہوں، یہ سارے فساد کی جڑ تمہاری ہے۔

ماہ جبیں: ٹھیک ہے، میں تمہیں لے چلتی ہوں، لیکن وہاں جاکر اچھے سے پیش آنا، لڑائی جھگڑا مت شروع کردینا، ورنہ میری ساسو ماں مجھے گھر سے نکال دیگی تو میں کہیں کی بھی نہیں رہوں گی۔

حشمت جہاں: ٹھیک ہے میری پیاری سہیلی، تم گھبراؤ مت، آج میں ان کا وہ حال کروں گی نا کہ وہ پوتے کی دعا چھوڑ کر صرف پوتی ہی کی دعا مانگیں گی، تم پہلے مجھے ان کے پاس تو لے چلو۔

☆ پھر ماہ جبیں اور حشمت اسٹیج سے اتر آجائے، اسکے بعد حسیبہ اسٹیج پر آئے، پھر ماہ جبیں اور حشمت بھی آجائے، حشمت اسٹیج کے ایک کونے میں کھڑی ہوجائے اور ماہ جبیں حسیبہ کے پاس جاکر یہ کہے:

ماہ جبیں: امی جان! میری ایک سہیلی آئی ہوئی ہے، اس کا نام حشمت ہے، وہ آپ سے ملنا چاہتی ہے اور دروازے پر آچکی ہے، اگر آپ کی اجازت ہو تو میں ان کو آپ کے اس گھر میں بلالوں؟

حسیبہ خاتون: یہ میرا گھر ہے کریّی، تمہارے باپ کا گھر نہیں ہے کہ جس کو چاہو بلالو،

یہاں صرف میری حکومت چلے گی، میری اجازت کے بغیر کوئی بھی یہاں قدم رکھی تو میں آگ لگا دوں گی، کبھی تو مجھے چین سے رہنے دو، میرے بیٹے کو تو کھائی ہی گئی ہو، اب مجھے بھی کھانا چاہتی ہو کیا، یاد رکھو، میں ساس ہوں ساس، تمہاری ہر چال کو میں اچھی طرح سمجھتی ہوں اور اپنی اس ادا سے اپنے شوہر کو بس میں کرنا، مجھے بس میں کرنیکی کوشش بھی مت کرنا۔

ماہ جبیں: پلیز امی، پلیز، بلا لیجئے نا، وہ پٹنہ میں رہتی ہے، آپ اس کو بلایئے گا تو آپ ہی کو فائدہ ہوگا، جان پہچان کر لیجیے گا تو آپ ہی کے لئے صحیح رہے گا، کیوں کہ آپ کو اپنے علاج کے لئے بار بار پٹنہ جانا پڑتا ہے اور وہاں آپ کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے، ان سے دوستی کر لیجیے گا تو آپ کو پٹنہ میں رات گزارنے کے لئے جگہ مل جائیگی اور ان کی ایک بیٹی ڈاکٹرنی بھی ہے، مفت میں آپ کا علاج کر دیا کرے گی۔

حسیبہ خاتون: اچھا تب تو بہت اچھی بات ہے، جلدی سے اس کو بلا لو بیٹی، گھر آئی ہوئی لکشمی اور مہمان کو ٹھکرایا نہیں کرتے۔

☆ پھر ماہ جبیں حشمت کو بلا کر لے جائے اور حشمت حسیبہ سے یہ گفتگو کرے:

حشمت جہاں: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حسیبہ خاتون: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حشمت جہاں: کیا حال ہے امی جان!

ارے بیٹی! اس بڑھاپے میں کیا حال پوچھتی ہو، سب کچھ خراب ہے، کبھی کمر درد، کبھی پیٹ درد، کبھی گھٹنا درد، ہمیشہ کچھ نہ کچھ درد کرتا ہی رہتا ہے، اب تو بس ایک چھوٹی سی تمنا ہے کہ جلد از جلد میرے گھر میں ایک پوتے کی پیدائش ہو جائے، تاکہ اس خاندان کو نیا چشم و چراغ مل جائے جو تعلیم حاصل کر کے پورے گاؤں میں میرا نام روشن کرے۔

حشمت جہاں: امی جان! اب مجھے سمجھ میں آ گیا ہے کہ آپ کو کمر درد، پیٹ درد اور گھٹنے کا درد کیوں ہوتا رہتا ہے، اچھا! ایک بات بتائیے کہ اگر آپ کے گھر میں پوتے کی جگہ پوتی پیدا ہوئی تو کیا وہ آپ کے خاندان کا نام روشن نہیں کر سکتی ہے؟ آپ یہ کیوں سوچتی ہیں کہ صرف بیٹا ہی خاندان کا نام روشن کر سکتا ہے، بیٹی بھی تو خاندان کا نام روشن کر سکتی ہے، بیٹیوں نے بھی تو دنیا میں وہ کام کئے ہیں کہ رہتی دنیا تک ان کا نام سنہرے حروف سے لکھا جائیگا، تمام انبیاء کرام، صحابہ کرام اور ائمہ کرام کو پیدا کرنے والی بیٹیاں ہی تو ہیں، اسلام کے پیغام کو پوری دنیا میں پھیلانے کا سبب بننے والی بیٹیاں ہی تو ہیں، اس کے باجود آپ یہ کیوں سوچتی ہیں کہ آپ کے گھر بیٹا ہی پیدا ہونا چاہئے؟

حسیبہ خاتون: دیکھو بیٹی! میں نے اپنی پتوہ ماہ جبیں سے صاف صاف کہدیا ہے کہ مجھے ہر حال میں پوتا ہی چاہئے، اگر پوتی پیدا ہوئی تو میں اس کا جینا حرام کر دوں گی اور اس گھر سے اسے دھکے مار کر نکال دوں گی۔

حشمت جہاں: معاف کیجئے گا امی، لیکن مجھے آپ کی اس سوچ پر تعجب ہو رہا ہے، آپ میری بیٹی سے ملیں، اس سے ملاقات کرنیکے بعد آپ کو سمجھ میں آ جائیگا کہ آج کے زمانہ میں بیٹیاں ہر اعتبار سے بیٹوں کی برابری کر سکتی ہیں، میں ابھی اس کو فون کر کے بلاتی ہوں۔

☆ اس کے بعد حشمت اپنی بیٹی فقیہہ کو فون کرے اور سلام کے بعد یہ سوال کرے:

حشمت جہاں: تمہاری طبیعت کیسی ہے بیٹی، اور ابھی تم کہاں ہو؟

فقیہہ خاتون: الحمد للہ! میں ٹھیک ہوں امی جان! اور ابھی میں کاٹھمنڈو میں ہوں، ایک ہفتہ بعد سعودی عرب میں اسلامک بینکنگ کی ایک بہت اہم میٹنگ ہونیوالی ہے، مجھے بھی شرکت کی دعوت ملی ہے، دن رات ایک کر کے اسی کی تیاری کر رہی ہوں۔

حشمت جہاں: اچھا بیٹی! تم وہاں سے جلد از جلد اپنے گاؤں کے مدرسہ میں آجاؤ، تم سے بہت ضروری کام ہے۔

فقیہہ خاتون: ٹھیک ہے امی! میں ابھی فلائٹ سے آرہی ہوں، تھوڑا انتظار کریں، پلین سے صرف دس منٹ میں آپ کے پاس پہنچ جاؤں گی۔

حشمت جہاں: اچھا بیٹی! اپنے ساتھ اپنی سہیلی سعدیہ کو بھی لے آنا، اس کو دیکھے ہوئے بہت دن ہو گئے ہیں۔

فقیہہ خاتون: ٹھیک ہے امی جان! ہم دونوں پلین سے آرہے ہیں، آپ کسی کو ایئر پورٹ مت بھیجئے گا، ہم خود آجائیں گی۔

حشمت جہاں: ٹھیک ہے بیٹی، آجاؤ، خدا حافظ۔

☆ اس کے بعد حشمت جہاں خواتین کو مخاطب کرتے ہوئے یہ کہے:

حشمت جہاں: جب تک میری بیٹی آرہی ہے میں آپ کو بیٹی کی اہمیت پر ایک نظم سنانا چاہتی ہوں، مجھے امید ہیکہ آپ کو پسند آئیگا۔

مسکراتی رہیں پیاری یہ بیٹیاں
کھلکھلاتی رہیں پیاری یہ بیٹیاں

مثل بلبل یہ آنگن میں یوں ہی سدا ☆ چہچہاتی رہیں پیاری یہ بیٹیاں
اپنی پیاری اداؤں سے ماں باپ کا ☆ دل لبھاتی رہیں پیاری یہ بیٹیاں
آنکھوں کی بنکے ٹھنڈک میرے سامنے ☆ آتی جاتی رہیں پیاری یہ بیٹیاں
رب کی رحمت کا منظر گھرانوں میں سب ☆ یوں دکھاتی رہیں پیاری یہ بیٹیاں
فصلِ نوخیز کی مثل یہ ہر جگہ ☆ لہلہاتی رہیں پیاری یہ بیٹیاں
ان کی الفت میں اظہر نے نغمہ لکھا ☆ اب سناتی رہیں پیاری یہ بیٹیاں

مسکراتی رہیں پیاری یہ بیٹیاں
کھلکھلاتی رہیں پیاری یہ بیٹیاں

☆ نظم مکمل ہوتے ہی فقیہہ خاتون اپنی سہیلی سعدیہ خاتون کے ساتھ اسٹیج پر آجائے۔

فقیہہ خاتون: السلام علیکم امی جان!

حشمت جہاں: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، ان سے ملو بیٹی، یہ ماہ جبیں کی ساسو ماں ہے۔

فقیہہ خاتون: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

حسیبہ خاتون: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

فقیہہ خاتون: کیا حال ہے دادی جان؟

حسیبہ خاتون: ٹھیک ہی ہوں پوتی، بس بڑھاپے کی وجہ سے کچھ طبیعت خراب سی رہتی ہے، تم بتاؤ، تمہاری طبیعت کیسی ہے اور فی الحال تم کیا کر رہی ہو؟

فقیہہ خاتون: میں بھی ٹھیک ہوں، الحمد للہ! اس وقت میں اسلامک بینکنگ سے جڑی ہوئی ہوں، میں نے امریکہ سے ڈاکٹریت کی ڈگری اور لندن سے وکالت کی ڈگری حاصل کی ہے، اور یہ میری سہیلی سعدیہ ہے، اسی کے ساتھ مل کر میں کاٹھمنڈو میں کچھ سوشل ورکنگ بھی کر لیتی ہوں۔

حسیبہ خاتون: ماشاء اللہ! تم نے تو بہت ترقی کر لی ہے، میں تو سوچتی تھی کہ لڑکیاں کھانا پکانے، برتن مانجھنے اور کپڑا دھونے کے علاوہ کچھ بھی نہیں کر سکتی ہیں، لیکن اتنی چھوٹی سی عمر میں تم ڈاکٹرنی بھی بن گئی ہو اور وکیل بھی بن گئی ہو، خدا تمہیں اور ترقی عطا فرمائے بیٹی!

فقیہہ خاتون: بس اللہ تعالیٰ کا احسان ہے مجھ پر، ورنہ میری پیدائش کے وقت پڑوس کی عورتوں نے میری والدہ کو بہت طعنہ دیا تھا، ان کا یہ کہنا تھا کہ اگر تمہارے گھر بیٹا پیدا ہوتا تو وہ تمہارا نام روشن کرتا اور بڑھاپے میں تمہارا سہارا بنتا، لیکن میری والدہ نے ان سبھی طعنوں کو برداشت کیا اور اسی وقت انہوں نے پختہ ارادہ کر لیا تھا کہ وہ مجھے اس قابل بنائیگی کہ میں ہر وہ کام کر سکوں جس کی امید ایک باپ اپنے بیٹے سے رکھتا ہے، چنانچہ جب میں بڑی ہوئی تو انہوں نے میرے لئے وہ ماحول فراہم کیا جس میں رہ کر میں اپنی والدہ کی تمناؤں کو پوری کر سکوں، اور الحمد للہ! آج میں

ان کی تمناؤں پر بالکل کھری اتری ہوں، محلّہ کی جو عورتیں میری پیدائش پر طعنہ دی تھیں آج وہ مجھ پر فخر کرتی ہیں، میری والدہ جس گلی سے بھی گزرتی ہے اس گلی کی عورتیں احتراماً نگاہیں نیچی کر لیتی ہیں، میں نے کاٹھمنڈو میں ایک سلائی سینٹر بھی کھولا ہے جہاں عورتوں کو سلائی اور کڑھائی کی مفت تعلیم دی جاتی ہے، اسی طرح میں سوشل ورکنگ سے بھی جڑی ہوئی ہوں، میں ایک ٹرسٹ بھی چلاتی ہوں جس کے تحت ہزاروں بیوہ عورتوں کو ہر روز مفت میں کھانا دیا جاتا ہے، یہ سب میری والدہ کی دعاؤں اور میری سہیلی سعدیہ خاتون کے تعاون کا ثمرہ ہے۔

حسیبہ خاتون: شاباش بیٹی! شاباش! تم نے تو میرا دل جیت لیا، میری آنکھوں پر جو غفلت کی چادر تنی ہوئی تھی تم نے اپنی اس طویل گفتگو سے اس پٹی کو اتار دیا ہے، میں تم سے، تمہاری والدہ سے اور اپنی پیاری بہو سے یہ وعدہ کرتی ہوں کہ میں ہر نماز میں یہی دعا کروں گی کہ میرے گھر پوتا نہیں بلکہ پوتی پیدا ہو، جس کو میں خوب پڑھاؤں گی، اور تمہاری ہی طرح اس کو دینی وعصری دونوں تعلیم دلاؤں گی، ان شاء اللہ!

☆ پھر حشمت ماہ جبیں کو مسکراتے ہوئے انداز میں یہ کہے:

حشمت جہاں: دیکھا نا ماہ جبیں! میں نے تم سے کہا تھا نا کہ آج تمہاری ساس کا وہ حال کروں گی کہ وہ پوتے کی دعا چھوڑ کر صرف پوتی کی دعا مانگیں گی، اب خود ہی دیکھ لو، تمہاری ساس پوتی کی دعا مانگ رہی ہے۔

☆ پھر فقیہہ کی سہیلی سعدیہ تمام طالبات سے مخاطب ہو کر یہ کہے:

سعدیہ خاتون: اگر آپ سب کی بات مکمل ہوگئی ہو تو میں بھی کچھ کہنا چاہتی ہوں؟

تمام طالبات: ہاں ضرور کہو بیٹی! ہم سب تمہاری گفتگو سننے کے لئے بیتاب ہیں۔

☆ اس کے بعد سعدیہ بیٹی کی اہمیت پر تقریر کرے، تقریر کے بعد طالبات اسٹیج سے اتر جائیں۔

نظامت کے سنہرے اسالیب

میری قابلِ اکرام ماؤں اور بہنوں!

آج کا دن ہم سبھوں کے لئے عموماً اور تمام طالبات کے لیے خصوصاً انتہائی خوشی ومسرت کا دن ہے، یہ وہ دن ہے جس کا انتظار ہم اور ہمارے والدین بہت شدت سے کررہے تھے اور اللہ کے فضل وکرم سے آج جب یہ دن آگیا ہے تو ہمارا دل فرحت ومسرت سے جھوم رہا ہے، ہماری آنکھوں میں خوشی ومسرت کے آنسو چھلک رہے ہیں، ہم اللہ تعالیٰ کے شکر گزار ہیں کہ اس نے ہمیں یہ موقع عنایت فرمایا کہ ہم آپ کے سامنے اپنے مافی الضمیر کو ادا کرسکیں اور ہم اپنے اساتذۂ کرام کے بھی احسان مند ہیں جنھوں نے ہمیں اس قابل بنایا کہ ہم آپ کے سامنے اپنے احساسات وجذبات کی صحیح ترجمانی کرسکیں اور پورے عالم میں دین کے پیغام کو پھیلاسکیں۔

آج کا دن ہمارے لیے خوشی ومسرت کا دن اس لیے ہے کہ اب تک ہم نے اپنے مدرسہ کی انجمن اور اس کی چہاردیواری میں رہ کر جو کچھ سیکھا ہے آج اسے اتنے بڑے مجمع کے سامنے ہمیں پیش کرنے کی سعادت حاصل ہوگی، اور آپ سبھی خواتین کے لئے بھی یہ مسرت وشادمانی کا دن ہے، کیوں کہ آج جب آپ اپنی بیٹیوں کو اسٹیج پر قرآن پڑھتے ہوئے، نعت گنگناتے ہوئے، تقریر کرتے ہوئے دیکھیں گی تو آپ فرط مسرت سے جھوم اٹھیں گی، اور مجھے یقین ہے کہ آج کا یہ دن آپ کے لیے ایک یادگار دن ثابت ہوگا، میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتی ہوں کہ وہ اس اجلاس کو کامیابی سے ہمکنار کرے اور اس اجلاس کے لیے جنھوں نے بھی کوششیں اور محنتیں کی ہیں اللہ تعالیٰ انھیں اس کا بہتر بدلہ عطا فرمائے اور ان کے اس عمل کو قبول فرمائے، آمین۔

تحریک صدارت کا طریقہ

یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ جس جماعت کا کوئی امیر نہ ہو وہ جماعت بچھڑ جایا کرتی ہے، جس قافلہ کا کوئی رہبر نہ ہو وہ قافلہ بھٹک جایا کرتا ہے، جس لشکر کا کوئی سپہ سالار نہ ہو تو وہ لشکر شکست کھا جاتا ہے، جس چمن کا کوئی مالی نہ ہو وہ اجڑ جاتا ہے، اسی طرح جس اجلاس کا کوئی رہنما، کوئی قائد اور کوئی سرپرست نہ ہو وہ اجلاس اپنے مقصد میں ناکام و نامراد ہو جاتا ہے، اسی کے پیش نظر اس اجلاس کو کامیاب اور بامراد بنانے کی خاطر صدارت کے منصب کے لئے میری نظر ایک ایسی عظیم ہستی پر جا کر ٹھہر جاتی ہے جو محاسن اخلاق اور علمی لیاقت کی بنا پر قابل تعظیم ہیں، جو مکارم اخلاق کی روشنی میں لائق قدر ہیں، جو اپنی بے مثال خوبیوں کی وجہ سے عوام و خواص میں مشہور و معروف ہیں، ان کلمات سے میری مراد ستودہ صفات کی حامل، محترمہ شاہین تارہ صاحبہ کی ذات اقدس ہے، جن کی شان میں یہ شعر بجا ہے کہ

کسی کی سمت نہ دیکھا تیرے حصول کے بعد
یہی دلیل میرے حسنِ انتخاب کی ہے

مجھے امید ہی نہیں بلکہ یقین ہے کہ شرکاءِ مجلس ضرور میری تائید کریں گی۔

تائید صدارت کا طریقہ

جس عظیم ہستی کا نام گرامی صدارت کے لئے پیش کیا گیا ہے وہ اس منصب جلیل کی بخوبی حقدار ہیں، لہٰذا میں اپنی طرف سے اور بزم کے کارکنان کی جانب سے بصد احترام اِس کی تائید کرتی ہوں اور امید کرتی ہوں کہ یہ پروگرام اُن کی صدارت میں برکات و حسنات کے ساتھ اپنی منزل تک پہنچے گا۔

سرور و شادمانی موجزن ہے آج ہر دل میں
جو میر کارواں بن کر کے آئیں آپ محفل میں

■ ■ ■

دعوتِ تلاوت کے عمدہ اسالیب

دعوت تلاوت کے لئے تمہیدی کلمات

خواتین اسلام!

دنیا کے تمام مسلمانوں کا یہ دستور ہے کہ وہ اپنی علمی، اصلاحی اور دیگر مجلسوں کا آغاز اللہ تعالی کی مقدس کتاب قرآن مجید کی تلاوت سے کرتے ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ تلاوت قرآن ہماری مجلسوں کی روح اور ہماری محفلوں کی جان ہے، تلاوت قرآن ہمارے مکانوں کی رونق، ہمارے دلوں کا سرور اور ہمارے چہروں کا نور ہے، کیوں کہ قرآن مجید کو جو خصوصیات حاصل ہیں وہ دنیا کی کسی بھی کتاب کو حاصل نہیں ہیں، اس کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے اس کا نازل کرنے والا اللہ ہے جو صادق و برحق اور اس حسین دنیا کا پالنہار ہے اور جس شخصیت پر قرآن کا نزول ہوا ہے وہ شخصیت تمام مخلوقات میں سب سے افضل و مکرم ہیں۔

میری ماؤں اور بہنوں!

جس طرح راتوں میں سب سے افضل رات شب قدر ہے، جس طرح دنوں میں تمام دنوں کا سردار جمعہ کا دن ہے، جس طرح مہینوں میں سب سے مبارک مہینہ ماہ رمضان ہے، جس طرح مخلوقات میں سب سے افضل مخلوق انسان ہے، جس طرح فرشتوں میں سب سے افضل حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں، جس طرح رسولوں میں سب سے مکرم ہمارے نبی اکرم ﷺ کی ذات گرامی ہے، اسی طرح تمام آسمانی کتابوں میں سب سے افضل واشرف، سب سے معظم و مکرم کتاب ''قرآن مجید'' ہے تو آیئے بلا تاخیر اب میں پروگرام کو آگے بڑھاتی ہوں اور تلاوت کے لئے ایک ایسی خوش لحان طالبہ کو دعوت دیتی ہوں جو.................... ۔

دعوت تلاوت کا پہلا اسلوب

لہذا میں قرآن پاک کی تلاوت سے محفل کا آغاز کرنے کے لیے ایک ایسی ہستی کو دعوت دیتا ہوں جو اپنی تلاوت سے روحوں کو تڑپا دیتی ہے، آنکھوں کو آبدیدہ اور نمدیدہ کر دیتی ہے، جو اپنی سریلی آواز اور دلکش لہجہ سے دلوں کے زنگ کو دور کر دیتی ہے، جن کی تلاوت کیف و مستی سے سرشار کرتی ہے تو وجد و حال سے بھی دو چار کرتی ہے، جن کی تلاوت جذبۂ عمل کو بیدار کرتی ہے تو روحوں کو سرشار بھی کرتی ہے، میری مراد (محترمہ ماہ جبیں صاحبہ) ہیں، جنھیں اس شعر کے ساتھ دعوت دیتی ہوں کہ

جو چیز ضروری ہے مسلمان نہیں پڑھتے
ایمان کے صحیفے کو نگہبان نہیں پڑھتے
یہ کیسے مسلمان ہیں جو صبح سویرے
اخبار تو پڑھ لیتے ہیں قرآن نہیں پڑھتے

دعوت تلاوت کا دوسرا اسلوب

قرآن مجید وہ لازوال، بے مثال، مقدس اور عظیم الشان کتاب ہے جس کو جتنی بار پڑھی جائے اتنی ہی زیادہ اسے پڑھنے اور سننے کی خواہش ہوتی ہے، یہ وہ یکتا اور منفرد کتاب ہے جس کے پڑھنے میں بھی لذت ملتی ہے، سننے میں بھی لذت ملتی ہے اور جس کو دیکھنے میں بھی لذت ملتی ہے، لہذا میں پھر تلاوت کلام اللہ ہی کے لئے ان کو دعوت دیتی ہوں جنہوں نے قرآن کی فضاء میں اپنی آنکھ کھولی ہے، جنہوں نے قرآن کو اپنے اندر اتارا اور اپنے سینے میں رچایا اور بسایا ہے، جو قواعد تجوید پر کافی گہری نظر رکھتی ہے اور رموز واوقاف سے اچھی طرح واقف ہے، میری مراد عمدہ آواز کی مالک (محترمہ درخشاں ناز صاحبہ) کی مبارک ہستی ہے، جنھیں میں اس شعر کے ساتھ دعوت اسٹیج دینا مناسب سمجھتی ہوں کہ

کتابوں میں جو افضل ہے اسے قرآن کہتے ہیں
اتارا ہے اسے جس نے اسے رحمٰن کہتے ہیں
سجالے اپنے سینے میں جو اس کے تیس پاروں کو
زمانے بھر میں اس کو حافظ قرآن کہتے ہیں

دعوت تلاوت کا تیسرا اسلوب

لہذا میں اس مجلس کا آغاز قرآن مجید کی تلاوت سے کرنے کے لیے اس باکمال قاری کو دعوت دیتی ہوں جن کی آواز میں عجیب سوز وگداز، انداز میں پرکشش حلاوت اور لہجہ میں مٹھاس ہے، جو اپنی سریلی آواز سے کانوں میں رس گھول دیتی ہے، جو فن قرأت کی مشہور شہسوار ہے، میری مراد (محترمہ سعدیہ خاتون صاحبہ) کی ذات عالی ہے، جنہیں میں اس شعر کے ساتھ دعوت اسٹیج دیتی ہوں کہ

ہے قول محمد قول خدا فرمان نہ بدلا جائے گا
بدلے گا زمانہ لاکھ مگر قرآن نہ بدلا جائے گا

دعوتِ نعت کے سنہرے اسالیب

تمہیدی کلمات کا پہلا اسلوب

یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ اللہ تعالی کی حمد وثناء کے بعد اگر کوئی ذات اس لائق ہے کہ ان کی تمام مجالس میں تعریف کی جائے تو وہ کونین کے سردار، آمنہ کے لعل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہے، جن کو اللہ تعالی نے ظاہری اور باطنی تمام خوبیوں سے نوازا ہے، جن کے صدقہ طفیل میں اس کائنات کو وجود میں لایا گیا ہے، جن سے محبت کو ایمان کی علامت اور ایمان کی بنیاد قرار دیا گیا ہے، جن کے لئے یہ بزم ہستی سجائی گئی ہے، جن کے سر اقدس پر ختم نبوت کا تاج رکھا گیا ہے، جنہیں سید

الاولین والآخرین کے لقب سے نوازا گیا ہے، جنہیں شافعِ محشر کا اعزاز عطا کیا گیا ہے، جن کو ساقیِ کوثر کے منصب عظیم سے سرفراز کیا گیا ہے، جن کو معراج کی رات سارے نبیوں کی امامت کا شرَف حاصل ہوا ہے، جن کی امت کو دنیا کی بہترین امت کہا گیا ہے، جن کے نام کو اللہ تعالی نے اپنے نام کے ساتھ ہر جگہ ذکر کیا ہے۔

تمہیدی کلمات کا دوسرا اسلوب

اللہ تعالی کی تعریف وتوصیف کے بعد اگر کوئی ہستی اس لائق ہے کہ اس کی تمام مجالس میں تعریف کی جائے تو وہ نبی اکرم ﷺ کی ذات گرامی ہے، کیوں کہ اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو اس قدر کمالات ومحاسن سے نوازا ہے کہ اگر سمندر کے پانی کی روشنائی اور درختوں کا قلم بنالیا جائے پھر بھی نبی اکرم ﷺ کی سیرت کے کسی ایک گوشہ کا بھی احاطہ نہیں ہوسکتا ہے، وہ ایسی مقدس ذات ہے جس کے صدقے پھولوں کو رنگت نصیب ہوئی اور غنچوں نے چٹکنا سیکھا، وہ ایسی بابرکت ہستی ہے جس کے طفیل سورج کو روشنی، چاند کو چاندنی، ستاروں کو تابندگی، پہاڑوں کو بلندی، دریاؤں کو طغیانی، موجوں کو روانی، پودوں کو شادابی، کھیتوں کو ہریالی، زمین کو وسعت اور آسمان کو بلندی عطا کی گئی۔

تمہیدی کلمات کا تیسرا اسلوب

تلاوت کلام اللہ کے بعد اب ہم مدح رسول اور ذکر رسول کے میدان میں قدم رکھتے ہیں تاکہ محفل کی رونق یوں ہی برقرار رہے، جلسے میں یوں ہی نکھار رہے، ماحول پرانوار رہے، یہ ہوا بھی مشکبار رہے، یہ فضا بھی خوشگوار رہے، موسم کا رنگ: رنگِ بہار رہے، ہم پر رحمتِ پروردگار رہے، بے حد اور بے شمار رہے، فلک تک فرشتوں کی قطار رہے اور دل عشق نبی میں سرشار رہے، زباں پہ صل علی کی پکار رہے اور جب نعت نبی کی ترنم خیز آواز ہمارے کانوں میں رس گھول رہی ہو تو دلوں کو فرحت حاصل ہو، دماغ کو راحت نصیب ہو، آنکھوں کو ٹھنڈک ملے، ذہنوں کی کلیاں کھل اٹھیں اور لبوں پر درود وسلام کی چاشنی میسر ہو۔

دعوت نعت کا پہلا اسلوب

لہذا میں نبی اکرم ﷺ کی شانِ اقدس میں مدح سرائی کے لیے اس شاعرہ کو دعوت دیتی ہوں جس کا دل حضور اکرم ﷺ کی یاد میں دیوانہ ہے، جس کے لبوں پر نبی رحمت ﷺ کے نام کا ترانہ ہے، جو گنگناتی ہے تو ایسا لگتا ہے کہ آواز لب ودہن سے نہیں بلکہ دل کی اتھاہ گہرائیوں سے نکل رہی ہے، میرا اشارۂ کلام شاعرہ (ترنم خاتون) کی جانب ہے، جنھیں اس شعر کے ساتھ دعوت اسٹیج دیتی ہوں کہ

تیری آواز میں وہ کشش ہے اہل محفل بھی پریشان ہیں
تیری شیریں کلامی کو سن کر مست کوئل بھی حیران ہے

دعوت نعت کا دوسرا اسلوب

لہذا میں بارگاہِ رسالت میں گلہائے عقیدت پیش کرنے کے لیے ایک ایسی ترنم خیز شاعرہ کو دعوت اسٹیج دیتی ہوں جس کی خوش آوازی پر سبھی طالبات رشک کرتی ہیں، جو اپنی کوئل جیسی آواز سے سبھوں کو مدہوش کر دیتی ہے، جس کی نعت کوثر میں ڈوبی ہوئی، نور ونکہت میں سجی ہوئی اور شمیم جانفزاں میں بسی ہوئی ہوتی ہے، جس کے نعتیہ کلام کو سن کر سبھی طالبات جھوم اٹھتی ہیں اور جس کے ہر ہر مصرعہ پر سبحان اللہ اور ماشاء اللہ کے نعرے بلند کرنے لگتی ہیں، میرا اشارۂ کلام شاعرہ (حمیرا خاتون) کی جانب ہے، جنھیں اس شعر کے ساتھ دعوت اسٹیج دیتی ہوں کہ

روح کا ساز چھیڑ جاتی ہے ، دل کی رگ رگ میں گنگناتی ہے
صرف لہجہ ہی نہیں ترنم خیز ، ان کی خاموشی بھی دل لبھاتی ہے

دعوت نعت کا تیسرا اسلوب

لہذا میں نبی اکرم ﷺ کی شان اقدس بیان کرنے کے لیے انہیں دعوت دیتی ہوں جن کی سریلی آواز سن کر روح میں وجد آجاتا ہے، آنکھیں برسنے پر مجبور

ہو جاتی ہیں، جن کے کلام کو سن کر بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، مرجھائی ہوئی کلیوں میں بھی جان پڑ جاتی ہے اور محفل میں دھوم مچ جاتی ہے، میرا اشارہ کلام شاعرہ (زیبا خاتون) کی جانب ہے، جنھیں اس شعر کے ساتھ دعوت اسٹیج دیتی ہوں کہ

پیاسی رہوگی ساقی کوثر کو چھوڑ کر
پی جاؤ چاہے سات سمندر نچوڑ کر
کتنا بلند ہوگیا ہے یہ مٹی کا آدمی
رشتہ رسول پاک کے قدموں سے جوڑ کر

دعوت نعت کا چوتھا اسلوب

لہذا نعت نبی پیش کرنے کے لیے میں اس طالبہ کو دعوت دیتی ہوں جن کی نغمہ سرائی بے حسی کی زنجیر کو ہلا دیتی ہے، جن کی دلنشیں آواز برف کے مانند جمے انسان کو بھی حرکت میں لے آتی ہے، جن کی سریلی آواز سوئی ہوئی قوم کو جگاتی ہے، دلوں کو گرماتی ہے، افسردہ ضمیر کو جھنجھوڑتی ہے اور پژمردہ دماغ کو کامیابی سے ہمکنار کرتی ہے، میری مراد ترنم کے جزیرہ کی شہزادی شاعرہ (شگفتہ خاتون) ہیں، جنھیں اس شعر کے ساتھ دعوت اسٹیج دیتی ہوں کہ

نازاں ہے جس پہ حسن وہ حسن رسول ہے
یہ کہکشاں تو آپ کے قدموں کی دھول ہے
اے کاروان شوق یہاں سر کے بل چلو
طیبہ کے راستے کا تو کانٹا بھی پھول ہے

دعوت نعت کا پانچواں اسلوب

میں بہت دیر سے دیکھ رہی ہوں کہ آپ سبھوں پر رفتہ رفتہ غنودگی طاری ہو رہی ہے اور آپ یہ چاہتی ہیں کہ کملی والے آقا، امتوں کے غم میں رونے والے

آقا،شہنشاہ عالم کے باوجود ٹوٹی چٹائی پر بیٹھنے والے آقا،امام المرسلین اور خاتم النبیین کا لقب پانے والے آقا، جہاں جبرئیل کے پاؤں لڑکھڑا جاتے ہیں اس سے بھی آگے جانے والے آقا، پتھر کھا کر دعائیں دینے والے آقا، مکہ میں پیدا ہو کر مدینہ جا کر بسنے والے آقا کی مدح سرائی کے ذریعہ اس غنودگی کو دور کریں،تو آیئے!

آپ کی اس چاہت کو پوری کرنے کے لیے میں اس با کمال ہستی کو دعوت دیتی ہوں جو منفرد لب ولہجہ اور شگفتہ طرز وترنم کی مالکن ہیں، جو اپنے مخصوص لب ولہجہ میں مدح سرائی کرنے کی وجہ سے مجمع کو داد دینے پر مجبور کر دیتی ہیں،جنکی آواز میں پھولوں کی مہک،کلیوں کی چٹخ، چڑیوں کی چہک، ستاروں کا تبسم، شبنم کی مسکراہٹ، چاند کی چمک ساری خوبیاں موجود ہیں،میری مراد شاعرہ (محترمہ حبیبہ خاتون صاحبہ) ہیں جنھیں اس شعر کے ساتھ دعوت اسٹیج دیتی ہوں کہ

جب یہ نعت پڑھتی ہیں لبوں سے پھول جھڑتے ہیں
زباں کی سرخ قینچی سے ہزاروں دل کترتی ہیں

دعوت نعت کا چھٹا اسلوب

میں پھر سے بارگاہِ نبوت میں عقیدت کا نذرانہ پیش کرنے کے لیے ایک ایسی ہستی کو دعوت دیتی ہوں جن کی آواز میں ایسی کشش ہے کہ جب وہ نعت پڑھتی ہے تو فضاؤں پر بھی خموشی طاری ہو جاتی ہے، جو اپنے انوکھے انداز، نادر و نایاب کلام اور اپنی پر کشش آواز سے مجمع کو مسحور و مخمور کر دیتی ہے،جن کی پر کیف اور دل سوز آواز سے شاعری کی دنیا جھوم اٹھتی ہے،میرا اشارہ شاعرہ (فردوس خاتون صاحبہ) کی جانب ہے۔

کھنک اٹھتے ہیں پیمانے تو پہروں کان بجتے ہیں
بڑی جادو بھری دلکش تیری آواز ہوتی ہے

●●●

دعوتِ تقریر کے دلکش اسالیب

تمہیدی کلمات برائے دعوت تقریر

ہم سب اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ اس انجمن کے قیام کے مقاصد میں سے ایک بنیادی اور مرکزی مقصد یہ ہے کہ ہمیں اس انجمن کے ذریعہ اپنے مافی الضمیر کے اظہار کا طریقہ اور دوسروں تک اپنے احساسات و پیغامات کو منتقل کرنے کا اسلوب آجائے اور یہ بغیر تقریر کے ممکن نہیں ہے؛ کیوں کہ تقریر ہی وہ فن ہے جس کے ذریعہ ہم بہت ہی مختصر وقت میں ہزاروں، لاکھوں اور کروڑوں افراد تک اپنا پیغام آسانی کے ساتھ پہنچا سکتی ہیں، تقریر ہی وہ بہتر طریقہ ہے جس کے ذریعہ ہم حالات کا دھارا بدل سکتی ہیں، معاشرہ میں انقلاب برپا کرسکتی ہیں، سوئی ہوئی قوم کو جگا سکتی ہیں، بے جان اور پژمردہ قلوب میں تازگی اور نشاط پیدا کرسکتی ہیں، یہی وجہ ہے کہ تاریخ کے ہر دور میں تقریر کو مہتم بالشان اور قابل فخر فن کی حیثیت حاصل رہی ہے اور اقوام وقبائل کے امراء اور قائدین کے لئے فصیح اللسان خطیب ہونا ایک لازمی امر تھا۔

تقریر وخطابت کی اسی اہمیت وافادیت کے پیش نظر مدارس اسلامیہ میں دیگر علوم وفنون کی تحصیل کے ساتھ تقریر کی مشق وتمرین پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے اور اس کے لئے ہفتہ واری انجمنوں کا انعقاد کیا جاتا ہے، جن کے سائباں تلے ہماری صلاحیتیں نکھرتی ہیں اور استعدادیں پروان چڑھتی ہیں، اپنے مافی الضمیر کے ابلاغ وترسیل کا ڈھنگ اور سلیقہ آتا ہے اور زبان وبیان کی تراش وخراش کے مواقع حاصل ہوتے ہیں، جس کی وجہ سے زندگی کے ہر میدان میں اسلام کی صحیح نمائندگی کرنا اور صالح معاشرہ کی تشکیل میں اہم رول ادا کرنا ہمارے لئے آسان ہوجاتا ہے، انہیں میں ایک انجمن ہماری یہ (انجمن اصلاح اللسان) بھی ہے، جس کا آج اختتامی اجلاس ہورہا ہے۔

دعوت تقریر کا پہلا اسلوب

چنانچہ میں تقریر کے لئے ان کو دعوت دیتی ہوں جن کی تقریر سے باطل لرز جاتا ہے اور بے ہنگم زندگیوں میں انقلاب برپا ہو جاتا ہے، جن کے کلام کی قوت سے کفر و باطل کی دنیا برباد ہو جاتی ہے اور توحید کا علم بلند ہوتا ہے، جن کی تقریر سے مردہ انسانیت کو زندگی ملتی ہے اور نئے ولولوں سے ہم آہنگ ہوتی ہے، میری مراد مقررہ (شاہین تارہ صاحبہ) کی جانب ہے، جنھیں اس شعر کے ساتھ دعوت اسٹیج دیتی ہوں کہ

آپ گل ہیں، مہک ہیں، شفق ہیں، چمک ہیں
ان لفظوں میں پوشیدہ ہے تصویر آپ کی

دعوت تقریر کا دوسرا اسلوب

اس کے بعد میں تقریر کے لیے انہیں دعوت سخن دیتی ہوں جن کی سحر لسانی اور شعلہ بیانی کا چرچا ہر جگہ پھیلا ہوا ہے، جن کی تقریر سننے کے بعد خون میں حرارت اور دلوں میں بے لوث جوش و ولولہ پیدا ہو جاتا ہے، جن کی تقریر باطل فرقوں کے لیے شمشیر بے نیام کی حیثیت رکھتی ہے، جن کی تقریر میں فصاحت و بلاغت کی فراوانی، عشق و محبت کی جولانی دریا کی روانی، سمندر کی سیلانی، موجوں کی طغیانی، سورج کی درخشانی اور چاند کی تابانی اپنی تمام تر خوبیوں کے ساتھ برسرپیکار رہتی ہیں، میری مراد ذی شان مقررہ (نکہت خاتون صاحبہ)۔ کی جانب ہے، جنھیں اس شعر کے ساتھ دعوت اسٹیج دیتی ہوں کہ

کیا ہے عالم کیا بتاؤں تیری زور لسانی کا
سنا ہے ہر طرف چرچا ہے تیری زور بیانی کا
ذرا ہم کو بھی دکھاؤ وہ سحر لسانی اپنی
سنا ہے تم جادو کی زبان رکھتی ہو

دعوت تقریر کا تیسرا اسلوب

اس کے بعد میں تقریر کے لیے اس باکمال اور معروف شخص کو دعوت دیتی ہوں جن کی تقریر سن کر خواتین اسلام میں اپنی اصلاح کی فکر پیدا ہوتی ہے اور وہ نیکیوں کے دروازوں پر دستک دیکر اپنی سیاہ زندگیوں کو منور کرنے کا عزم کرتی ہیں، جو اپنی تقریر کے ذریعہ معاشرے اور سماج میں پھیلی ہوئی برائیوں کو جڑ سے مٹانے کا عزم کیے ہوئی ہیں، جو اپنے زیادہ تر اوقات کو عوام کی اصلاح اور ان کی صلاحیتوں کو پروان چڑھانے کے لیے استعمال کرتی ہیں، میری مراد مقررہ (عظیمہ خاتون صاحبہ) کی جانب ہے، جنھیں اس شعر کے ساتھ دعوت اسٹیج دیتی ہوں کہ

بلاغت جھومتی ہے تیرے انداز خطابت پر
لب اعجاز پر تیرے فصاحت ناز کرتی ہے

دعوت تقریر کا چوتھا اسلوب

اس کے بعد تقریر کے لیے میری نگاہ اس ہستی پر جا کر ٹھہر جاتی ہے جن کی شیریں بیانی ہر محفل میں جان ڈال دیتی ہے، جو اپنی ستودہ صفات اور حسن اخلاق کی وجہ سے عوام وخواص میں بے حد مقبول ہے، جس کا شیوہ امت کی صحیح رہنمائی اور ان میں دینی حمیت اور ایمانی قوت کو پیدا کرنا ہے، ان کلمات سے میری مراد سبھوں کی ہر دل عزیز مقررہ (عائشہ خاتون صاحبہ) ہے، جنھیں اس شعر کے ساتھ دعوت اسٹیج دیتی ہوں

اے جانِ وفا! جلوہ دکھانے کے لیے آ
اس کاسئہ گلشن کو سجانے کے لیے آ
بیتاب نگاہوں کا بھرم ٹوٹ نہ جائے
سوئی ہوئی محفل کو جگانے کے لیے آ

دعوت تقریر کا پانچواں اسلوب

اس کے بعد تقریر ہی کے لئے میں اس مایۂ ناز طالبہ کو دعوت دیتی ہوں جن کی تقریر میں ادب کی چاشنی بھی ہے اور اخلاص کی گرمی بھی ہے، جو اپنی تقریر کے ذریعہ محض اللہ کے دین کی سرفرازی اور اس کی بلندی چاہتی ہیں، یہی وجہ ہے کہ ان کی کوئی بھی تقریر فصاحت و بلاغت اور قرآنی آیات و احادیث کے دلائل سے خالی نہیں ہوتی ہے، جن کی تقریر سن کر دلوں میں عشق رسول کے چراغ جلنے لگتے ہیں اور اسلام کی نشر و اشاعت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، جن کی تقریر سن کر پتھر دل بھی نرم دل بن جاتے ہیں، جن کی تقریر سن کر آنکھیں نمدیدہ اور آبدیدہ ہوجاتی ہیں، میری مراد مقررہ (محترمہ ناظرین خاتون صاحبہ) ہیں، جنہیں اس شعر کے ساتھ دعوت اسٹیج دیتی ہوں کہ

نطق کو سو ناز ہیں تیرے لب اعجاز پر
محو حیرت ہے ثریا رفعت پرواز پر

اللہ تعالی آپ تمام طالبات کو حاسدوں اور شریروں کی نگاہوں سے محفوظ فرما کر خوشیوں بھری زندگی نصیب فرمائے اور ہر قسم کی آفتوں اور مصیبتوں سے آپ کی حفاظت فرمائے۔

نیز آپ تمام طالبات سے درخواست ہے کہ اپنی مخصوص دعاؤں میں مجھے، میری اہلیہ ناظرین خاتون، میرے بیٹے خالد سیف اللہ (ولادت: ۱۰ر جمادی الاولی ۱۴۴۰ھ، ۱۷ر جنوری ۲۰۱۹ء، روز جمعرات، بوقت صبح صادق) اور میری بیٹی مدیحہ فلک (ولادت: ۱۰ر ربیع الاول ۱۴۴۴ھ، ۷ر اکتوبر ۲۰۲۲ء، روز جمعہ، بوقت بعد نماز عشاء) کو ضرور یاد رکھیں۔

مفتی رضوان نسیم قاسمی
فیض پور عرف گھیورا، روتہٹ نیپال
استاذ فقہ وافتاء: معہد الدراسات العلیا، پھلواری شریف پٹنہ

ایک پیغام! پیاری بہنوں کے نام

میری پیاری بہن!

جس وقت تم میری یہ کتاب پڑھ رہی ہو اُس وقت میرے خیال سے تم عمر کے اس مرحلہ میں داخل ہو چکی ہوگی جو تمہارے لئے اچھا اور برا بننے کی سب سے بہترین عمر ہے، یہی وہ عمر ہے جس میں قدم قدم پر آزمائشوں کا سامنا کرنا پڑے گا، ایک جانب شر کے دروازے کھلے ہوں گے تو دوسری طرف خیر کے ذرائع بھی ہوں گے، تم عمر کی اس دہلیز پر کھڑی ہو جس میں تمہارے ماں باپ نے تم سے بہت سی تمنائیں وابستہ کر رکھی ہیں، ہاں یہی وہ عمر ہے جس کے تعلق سے تمہارا ہونیوالا شریکِ حیات دور دراز کسی گوشہ میں یہ فکر لئے بیٹھا ہوگا کہ کوئی بدمعاش اور بدکردار شخص اس کی رفیقۂ حیات کو کہیں اپنے دام فریب میں پھنسا کر اس کی متاعِ حیات کو برباد نہ کردے، تم کسی کی آرزو ہو تو کسی کی تمنا ہو، کسی کی امید ہو تو کسی کا سہارا ہو۔

پس اے میری پیاری بہن!

تم پر لازم ہے کہ اپنے والدین کی امیدوں پر کھری اترو، ان کے لئے دنیا و آخرت میں سرخروئی کا ذریعہ بنو، کوئی بھی ایسا کام مت کرو جس سے انہیں شرمندگی ہو، اور اپنے ہونیوالے شریک حیات کی آبرو کی حفاظت کرو، راہ چلتے وقت اپنی نگاہوں کو ہمیشہ پست رکھو، اجنبی مردوں سے میل جول اور گفتگو سے مکمل پرہیز کرو، بھائی بہنوں کے لئے سرمایۂ افتخار اور باعث اعزاز بنو۔ تم سبھوں کے لیے میری یہی دعا ہے کہ تم جہاں بھی رہو ہمیشہ خوش رہو۔

مفتی رضوان نسیم قاسمی

تمہارا خیر خواہ بھائی فیض پور عرف گھیورا، روتہٹ نیپال

استاذ فقہ و افتا معہد الدراسات العلیا، پھلواری شریف پٹنہ

MAKTABA DAR-E-ARQAM, NEPAL

Faizpur Urf Gheora, Ishnath Nagar Palika
Ward No.-7, Distt. Rautahat, Nepal
Mob. 8986305186 (Indian) 9809191037 (Nepali)

مولانا مفتی رضوان نسیم قاسمی کی علمی کاوشیں

Publisher

MAKTABA DAR-E-ARQAM, NEPAL

Faizpur Urf Gheora, Ishnath Nagar Palika
Ward No.-7, Distt. Rautahat, Nepal

Mob. 8986305186 (Indian) 9809191037 (Nepali)

Rs. 80/- INR
रु १३०/- नेपाली